November 7, 1982

نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو کہ قرآن میں آیا ہے لا تقنطوا

نومبر ۷، ۱۹۸۲ء

پندرہ روزہ

پیغامبر

اسکاربرو (کینیڈا)

مدیر: سہیل اختر

EDITOR Sohail Akhtar

THE

MESSENGER

FORTNIGHTLY NEWSPAPER

PERSONNEL

Phone: 416-282-6871

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH, ONTARIO. CANADA M1B 2Z8

REPRESENTATIVE

F. J. Kowalski,

Phone: 416-922-5258

عوام کی گھٹن اور مایوسی کسی وقت بھی خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے

۱۹۷۱ء میں حقوق کی پامالی کی وجہ سے تخریب کاری ہوئی اور مشرقی پاکستان الگ ہوا

تحریر: ایم بی سکندر

وطن سے خبریں ہیں سیاسی اور نیم سیاسی سرگرمیاں زوروں پر ہیں۔ گول میز کانفرنس کی تیاریاں ہو رہی ہیں جس شہر کی بھی معروف عمل تھی۔ کالعدم سیاسی پارٹیوں کے لیڈر بیانات جاری کر رہے ہیں اور انٹرویو دے رہے ہیں صدر صاحب طویل غیر ملکی دوروں پر رہے ہیں صدر کے یہ غیر ملکی دورے اس بات کے غماز ہیں کہ ملک کی اندرونی اور بیرونی بحرانوں کے بارے میں وہ بالکل مطمئن ہیں۔ یہ اس بات کی بھی علامت ہے کہ وہ ملکی معاملات کے بارے میں بالکل پر اعتماد ہیں اور انہیں اندرونی یا بیرونی محاذ پر کسی بھی قسم کا خطرہ نہیں۔ در اصل

جب ایک انسان خود کو خدا کا فرستادہ سمجھ لے تو وہ اپنے ہر فعل کے لئے جواز ڈھونڈ لیتا ہے ملک کی اندرونی حالت یہ ہے کہ آئین معطل ہے سیاسی حقوق کالعدم ہیں عدلیہ اپنے بعض فرائض ادا کرنے کے اختیارات سے محروم ہے۔ سیاسی سرگرمیاں ممنوع ہیں اور یہ تک کسی کو معلوم نہیں کہ مارشل لاء ابھی اور کتنی مدت تک رہے گا۔ اور متوقع سیاسی نظام کے کیا خدوخال ہوں گے جرائم میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور رشوت سفارش کی بھرمار ہے۔ اگر یہ سب کچھ انعامات میں شامل ہے اور ہمارے اعمال کا نتیجہ نہیں تو پھر انہیں نہ قبول کئے بنا چارہ ہے اور نہ ان کا خاطر خواہ تدارک ممکن ہے۔ بیرونی مسائل میں تفصیہ افغانستان کے علاوہ بھارت سے عدم جارحیت کا معاملہ ابھی تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ افغانستان کا تفصیہ کونسی صورتحال اختیار کرے گا۔ اس پر تو تفصیل سے گفتگو کی ضرورت ہے لیکن عدم جارحیت کے معاہدہ کی بیل منڈھے

چڑھتے نظر نہیں آتی۔ اقوام متحدہ کی تیسری کمیٹی میں کشمیر کے سوال پر ایک بار پھر ویسی ہی صورت حالات پیدا ہو گئی ہے جیسی اسی سال جنیوا میں آغا ہلالی صاحب کے بیانات سے پیدا ہوئی تھی۔ تیسری کمیٹی میں پاکستانی مندوب نے جس طرح کشمیر اور کشمیری عوام کے حق خود ارادیت کا ذکر کیا ہے اس کا بھارت یقیناً حسب سابق برا منائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنی عادت کے مطابق فرضی سوال کرا کے پارلیمنٹ میں ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے تاکہ پاکستان کے دل میں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔ "ایف ۱۶" کا ایک طیارہ ابھی امریکہ میں رکا ہے اور بھارت نے یوں آسمان سر پر اٹھا لیا ہے جیسے اس طیارے نے بھارت پر بم باری بھی کر دی ہو۔ ان حالات میں عدم جارحیت تو ایک طرف دوستی اور تعاون کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے پاکستان کی مشرقی سرحد پر اس وقت کشیدگی پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ موجود ہے۔ لیکن اس کشیدگی کا اصل مرکز تخریب کاری کے واقعات اور ان کا انسداد ہے جس نے حکومت

کی نظروں میں اتنی اہمیت حاصل کر لی ہے کہ صدر مملکت نے اس کے ڈانڈے عالمی تخریب کاری سے جا ملائے ہیں اور لبنان کے قتل عام اور ظہور الحسن بھوپالی کے قتل کو ایک ہی سطح پر لے آئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام دشمن عالمی طاقتیں کسی بھی اسلامی ملک اور خاص طور پر پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتیں۔ ایک وزیر صاحب نے تو کہا کہ یہ طاقتیں پاکستان کی موجودہ حکومت کو ہی نہیں بدلنا چاہتیں بلکہ یہاں پاکستان کی دینی اساس کو مٹا کر یہاں غیر ملکی نظام نافذ کرنا چاہتی ہیں۔ ظاہر ہے ان کا اشارہ روس کی طرف ہے۔ پاکستان میں اس وقت تک تخریب کاری کے جتنے واقعات ہوئے ہیں ان میں جناب چوہدری ظہور الٰہی کا بے گناہ قتل ہی ایک اہم واقعہ ہے جسے انتقامی کارروائی تسلیم کر لیا گیا ہے بھوپالی مرحوم کے قتل کی وجوہات ابھی تک معلوم ہی نہیں کی جا سکیں۔ خواجہ صفدر کے مکان پر حملہ کرنے والے تو اتنے بچھو رہے تھے کہ انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ ان کا مکان کونسا ہے اور پھر ان کا اس وقت پٹاخہ چھوڑنا جب وہ گھر پر ہی نہیں تھے ایک معنی خیز بات ہے۔ دیگر واقعات کے بارے میں تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ تخریب کاری کا نتیجہ نہیں تھے اس لئے تخریب کاری کو اتنی اہمیت دینا کہ اس کے لئے دفعہ ۵۲ جیسے کالے دفعات جاری کی جائیں ضرورت سے زیادہ احتیاط پسندی ہے حکومت اس بات سے تو شاید بے خبر نہ ہوگی کہ اس سے عوام میں خوف وہراس پھیلتا ہے اور بعض حضرات تو یہ تک کہتے ہیں کہ یہ محض اقتدار کو طول دینے کے حربے ہیں۔ اس سے تو کہیں زیادہ تخریب کاری ۱۹۷۵/۷۶ء میں ہوتی رہی ہے جس میں مسٹر شیرپاؤ قتل ہو گئے تھے۔ صوبہ سرحد میں آئے دن کے دھماکے عوام کو ابھی تک یاد ہوں گے۔ لیکن اس تخریب کاری کا انسداد عام ملکی قوانین کے تحت ہی کیا گیا تھا یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کے نظریاتی مخالف روز اول سے کابل میں ہی پناہ لیتے رہے ہیں اس وقت تقریباً گیارہ ہزار پشتو بولنے والے افراد کو تخریب کاری کی تربیت دی گئی تھی ان میں سے تین ہزار خاص روسی تربیت یافتہ تھے۔ افغانستان کا رویہ پاکستان سے روز اول سے معاندانہ رہا ہے یہاں تک کہ ۱۹۵۵ء میں سفارتی تعلقات تک ختم ہو گئے تھے جو بعد میں ۱۹۶۳ء

(باقی صفحہ ۸ پر)

اس شمارے میں

ابھی وقت ہے کہ صدر ضیاء اپنی طویل اننگ ڈیکلیئر کر دیں
صفحہ: ۴

اسلام نے عوام کو جو حقوق دیئے ہیں، وہ ہم روسی عوام کو اب تک نہیں دے سکے
صفحہ: ۶

حمیت نام تھا جس کا.... ٹورانٹو سے شاہد محمود کا ایک بھرپور طمانچہ.... ہماری غیرت پر
صفحہ: ۵

جب بیٹی کی عزت سے کھیلنے والے کی خدا نے شکل بگاڑ دی
ایک سچی کہانی
صفحہ: ۷

فیصل آباد کے میئر کو برطرف کر کے گرفتار کر لیا گیا

فیصل آباد۔ میونسپل کارپوریشن کے میئر ریاض شاہد کو مختلف الزامات کے تحت ان کے عہدے سے برطرف کر کے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مارشل لاء کی مقرر کردہ کمیٹی کی تحقیقات کے بعد یہ اقدام کیا گیا ہے اس سلسلے میں چھ افراد اور چار مقامی حکام کو پہلے ہی گرفتار کیا جا چکا ہے۔ ان لوگوں پر میونسپل کونسلروں کی طرف سے متعدد لگائے گئے الزامات میں سے پانچ درست ثابت ہو گئے۔ کارپوریشن کے ٹھیکیداروں کو مجبور کیا گیا کہ میئر کے بھائی کو کاروبار میں حصہ دار بنایا جائے۔ کپاس کی فروخت پر وصول ہونے والے ٹیکس میں بھی گڑبڑ کی گئی۔ بجلی کے کنکشنوں کے سلسلے میں لوگوں سے رقم بٹوری گئی۔ مسٹر ریاض شاہد کو بنیادی رکنیت سے بھی محروم کر دیا گیا۔

آزاد کشمیر میں سالگرہ کے موقع پر مظفر آباد جیل میں لیڈروں کی بھوک ہڑتال

سیاسی نظر بندی کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا

مظفر آباد۔ آزاد کشمیر کی ۳۵ویں سالگرہ کے موقع پر مظفر آباد میں نظر بند سیاسی قیدیوں نے بطور احتجاج بھوک ہڑتال کر دی ہے۔ ہڑتال کرنے والوں میں آزاد مسلم کانفرنس کے چوہدری نور حسین اور سردار خان۔ آزاد کشمیر پیپلز پارٹی کے سردار خالد ابراہیم محاذ رائے شماری کے یوسف ندر گر۔ سابق وزیر سردار یوسف اور سابق ممبر اسمبلی اسحاق ظفر شامل ہیں انہوں نے جیل میں ایک میز لگا کر اور لکھ دیا کہ ہم ہڑتال پر ہیں۔ اس وجہ سے سیاسی نظر بندوں کی مدت میں مزید ایک ماہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس میں سردار خالد ابراہیم۔ چوہدری محمد بشیر دلاور کو سف پیپلز پارٹی کے صدر عارف خان اور سابق کونسلر ایم اے عارف شامل ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ آزاد کشمیر ہائی کورٹ میں سیاسی لیڈروں کی نظر بندی کو چیلنج کیا گیا ہے۔ آزاد کشمیر اور پاکستان میں مقیم کشمیریوں نے آزادی کی تقریبات منعقد کی گئیں۔ جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔ مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ آزاد کشمیر میں اس موقع پر تعطیل عام کی گئی۔ سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر پر آزاد کشمیر اور پاکستان کے پرچم لہرائے گئے۔ صدر بریگیڈیئر جناب حیات خان نے پولیس رجمنٹ کی سلامی لی۔

روس افغانستان سے اپنی فوجیں نکالے گا دونوں ملک ڈیورنڈ لائن تسلیم کر لیں گے

چین اور پاکستان کی دوستی لازوال اور مثالی ہے

لندن۔ روس افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے گا۔ افغانستان اور روس ڈیورنڈ لائن کو تسلیم کر لیں گے اس توقع کا اظہار پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق نے بی بی سی کو ایک انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم کشمیر کے تنازعے کے ایک حل پر غور کر رہے ہیں۔ جس کی تفصیل بتانا دانشمندی نہیں۔ ہم بھارت سے تعلقات بہتر بنا رہے ہیں۔ اور میں اس پر بہت زیادہ کام کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک مسلمان لیڈر کی حیثیت سے امریکہ جا رہا ہوں۔ صدر جنرل ضیاء الحق نے کہا کہ چین کے ساتھ پاکستان کے تعلقات مثالی ہیں۔ میں اپنے دورے کے دوران چینی لیڈروں سے ان تعلقات کو اور بہتر بنانے کے لئے معنی خیز بات کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ چین کے دورے کا مرکزی مقصد یہی ہے۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا کے دوروں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ مسلمان ملک ہیں۔ صدر سوہارتو اور ملائیشیا کے ایک سابق وزیر اعظم اور وزیر خارجہ پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ اخلاق کا تقاضا ہے کہ وہ بھی ان ملکوں کا دورہ کریں۔

سمیع اللہ آسٹریلیا میں بین الاقوامی ہاکی ٹورنامنٹ کے بعد ریٹائر ہو جائیں گے

یہ میرا آخری فیصلہ ہے، ہاکی کے کپتان سے انٹرویو

ڈیرہ اسماعیل خان ——— رپورٹ ای اے آئی ایم

پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ لیفٹ آؤٹ سمیع اللہ خان اسٹیٹ گیمز اور آسٹریلیا میں انٹرنیشنل ہاکی ٹورنامنٹ میں شرکت کے بعد ہاکی سے ریٹائر ہو جائیں گے۔ ایک نجی تقریب میں ملاقات کے دوران سمیع اللہ خان نے بتایا کہ اگرچہ میں ابھی فارم میں ہوں اور میں اپنی اس فارم کو کئی سال تک برقرار رکھ سکتا ہوں لیکن میں مسلسل ہاکی کھیلتے رہنے سے تھک گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے عروج پر ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دوں اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ سمیع اللہ نے اسپورٹس کے معیار پر کڑی نکتہ چینی کی اور کہا کہ ایشیا اور یورپ سے دس دس اچھے کھلاڑی جائیں تاکہ کھیل میں کھلاڑیوں کا اعتماد بحال ہو سکے۔ سمیع اللہ نے کہا کہ ذاتی ہاکی کے گریڈ میں سب سے آخر میں آتا ہے لیکن اس کے اپنا رخ بدلنے ہی جو ایشیا نے ملکوں کے خلاف محاذ بنایا ہے۔ اس مسئلے کو ختم ہونا چاہیے۔

سابق وزیر خارجہ عزیز احمد انتقال کر گئے

لندن۔ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ مسٹر عزیز احمد ۲۲ اور ۲۳ اکتوبر کی درمیانی رات کو واشنگٹن میں انتقال کر گئے ہیں۔ ان کی میت پاکستان بھجوائی جا رہی ہے۔ انتقال کے وقت مرحوم کی اہلیہ اور بچے ان کے پاس موجود تھے۔ مسٹر عزیز احمد عرصے سے زیر علاج چلے آ رہے تھے۔

پاکستان سلامتی کونسل کا چوتھی بار ممبر منتخب کر لیا گیا

اقوام متحدہ۔ پاکستان سلامتی کونسل کا چوتھی بار ممبر منتخب ہو گیا ہے۔ پاکستان یکم جنوری ۱۹۸۳ء کو سلامتی کونسل میں اپنی نشست سنبھال لے گا۔ اسلامی کانفرنس کے ۴۲ ملکوں نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا تھا جس سے پاکستان کی کامیابی کے زیادہ امکانات ہو گئے تھے۔ سری لنکا مقابلے کا امیدوار تھا اس نے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ اس سے پہلے الیکشن میں پاکستان کے مقابلے میں بھارت تھا۔ جس میں زبردست مقابلے کے بعد پاکستان نے یہ نشست جیت لی تھی۔ پاکستان کا انتخاب جاپان کی جگہ ہوا ہے۔ پاکستان کے علاوہ ... زیمبابوے بھی منتخب ہو گئے ہیں۔

روسی اخبار کی نکتہ چینی

ماسکو ——— روسی اخبار ... نے الزام لگایا ہے کہ وہ پاکستان کو روسی ہتھیار فراہم کر کے برصغیر میں طاقت کے توازن کو بگاڑ رہا ہے۔ سیاست روس کمیونسٹ پارٹی کے اخبار نے لکھا ہے کہ پاکستان کے افسران کو ایف ۱۶ طیارے دینے پر ایک تبصرے میں کہی۔

کرپان مذہبی نشان ہے

برمنگھم۔ مقامی مجسٹریٹ نے ۱۹ سالہ ڈیوڈ گورڈن جس نے سکھ مذہب اختیار کر کے اپنا نام زبردست سنگھ رکھ لیا ہے، کو کرپان رکھنے پر گرفتار کر لیا گیا تھا عدالت نے کرپان کو مذہبی نشان تسلیم کر لیا ہے۔

پاکستان میں بدعنوان اور رشوت خور افسروں کو نکال دیا جائے گا

راولپنڈی۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان بدعنوان اور رشوت خور تقریباً پانچ سو اعلیٰ افسروں کی فہرستیں تیار کر رہی ہے۔ جن کا تعلق ریلوے، کسٹم، ٹیلیفون، مال، صنعت اور ریونیو سے ہے۔ ان میں اکثریت گریڈ ۱۷ کے افسروں کی ہے۔ ان افسروں کو یا تو برطرف کر دیا جائے گا یا ملازمت سے سبکدوش کر دیا جائے گا یہ فیصلہ اصلاح معاشرہ کی رپورٹ پر عملی اقدام کے طور پر کیا جائے گا۔ تاکہ رشوت اور بدعنوانیوں کو ختم کیا جا سکے۔

پیغامبر میں مختصر مضامین جلد شائع کئے جاتے ہیں۔ (ادارہ)

chickens

lb. .16

ہم اس قیمت پر مکن نہیں بیچتے اور نہ بیچ سکتے ہیں لیکن

کم منافع لینا ہماری پالیسی ہے

HOUSE OF HALAL MEAT

803 Danforth Avenue
Toronto, Ontario

Please Call ISMAIL At 461 2839

Keep your kids in their place.





ہمیشہ سے یہ اچھا تصور کیا گیا ہے۔ اب یہ قانون ہے۔

ایسے بچے جو یکم نومبر ۱۹۸۲ء کو یا اس کے بعد پیدا ہوئے ہیں، ان کیلئے ضروری ہے کہ جب آپ موٹر گاڑی میں سفر کریں تو بچے کو محفوظ طریقہ پر کیریئر کے اندر پچھلی نشست پر بٹھائیں۔ ایسے شیرخوار بچے جب ذرا بڑے ہو جائیں جبکہ ان کا وزن ۹ تا ۱۸ کلوگرام (۲۰ تا ۴۰ پونڈ) ہو جائے تو انہیں محفوظ طریقہ پر بچے کی نشست پر بٹھائیں۔

ایسے بچے جن کا وزن ۱۸ تا ۲۳ کلوگرام (۴۰ تا ۵۰ پونڈ) ہو ان کیلئے ضروری ہے کہ انہیں کمر کے گرد والا سیٹ بلٹ باندھا جائے۔

۲۳ کلوگرام (۵۰ پونڈ) سے زیادہ وزن کے بچوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ مکمل طور پر یعنی شانہ اور کمر کا سیٹ بلٹ استعمال کریں۔

Buckle them in.

Ministry of Transportation and Communications

Ontario

James Snow, Minister
William Davis, Premier

بقیہ
عذاب الٰہی
صفحہ ۷ سے آگے

دنگ رہ گیا، سب جنت بی بی سے پوچھ رہے تھے کہ یہ سور کہاں سے آ گیا۔ کمرہ کس طرح بند ہو گیا اس کے کپڑے کس نے پھاڑ ڈالے وہ پاگلوں کی طرح سب کو ٹک ٹک دیکھ رہی تھی جیسے وہ بالکل گنگ ہو گئی ہو۔ یہ معاملہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ آخرکار انہوں نے فیصلہ کیا کہ اصل بات کا بعد میں پتہ چل جائے گا پہلے سور کو مار دینا چاہیے اتنے عرصے میں کمال دین کے لڑکوں نیاز محمد اور بابر کو بھی بتا دیا وہ سراسیمگی میں گھر کی جانب دوڑے بڑے نیاز نے آتے ہی سور پر تیز دھار کلہاڑی سے پے در پے وار کئے جونہی سور چارپائی سے تڑپ کر نیچے گرا اور جہنم واصل ہونے لگا تو اس نے انسان کا روپ دھارنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام لوگوں کے سامنے سور کی جگہ کمال دین کی لاش پڑی تھی اس کی گردن اور پیٹ پر کلہاڑی کے وار کے نشان تھے یہ دیکھ کر تمام لوگوں کی عقل گم ہو گئی اس وقت جنت بی بی بھی ہوش میں آ چکی تھی۔ جب اس نے تمام واقعات اپنے بھائیوں کو بتائے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی ایک باپ نے رشتوں کا تقدس پامال کر کے بیٹی کی عزت لوٹنا چاہی خدا نے اس کو سور بنا دیا اور تمام لوگوں کے سامنے اسے انسان بنا کر لوگوں کے لئے عبرت کا سامان فراہم کر دیا۔ ظہیر نیاز کے ماموں کا لڑکا تھا۔ اس کی جنت بی بی کا رشتہ حاصل کرنے میں ناکامی کے بعد ان کے ساتھ ان بن ہو گئی تھی اس نے بدلہ لینے کے لئے پولیس میں قتل کی رپورٹ درج کروا دی اور پولیس نیاز کو گرفتار کر کے لے گئی سیشن کورٹ میں مقدمہ چلا یہ اپنی نوعیت کا نادر مقدمہ تھا وکیل صفائی کا موقف تھا کہ نیاز نے کمال دین کو نہیں مارا بلکہ موذی جانور کو مارا تھا اس نے سور پر کلہاڑی کے وار کئے تھے جو بعد میں اللہ کی قدرت سے کمال دین بن گیا کیونکہ کمال دین سور بھی اس کے غضب کی وجہ سے بنا تھا یہ بات نیاز نہیں جانتا تھا آخر دو سال حوالات میں رہنے کے بعد نیاز کو باعزت رہا کر دیا گیا یہ واقعہ نیاز نے کچھ عرصہ پیشتر مجھے ایک ملاقات کے دوران بتایا تھا وہ نیاز جو اب خود بوڑھا ہو چکا ہے مگر اس کا اس کے دل و دماغ پر اب تک بہت گہرا اثر ہے۔

کرن

[illegible]

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

مشرق کے ایک شہر میں ایک انگریز مقیم ہیں۔ ملازم کو حکم ہوا کہ سودا جس قدر بھی آیا کرے گا، شہر کی فلاں انگریزی دوکان سے آئے گا۔ [illegible] ہوگئی۔ مہینہ بھر کے بعد صاحب نے حساب کی جانچ کی تو ان کو معلوم ہوا کہ مہینہ بھر بچت ہوئی ہے اور وہ بھی کچھ تھوڑی نہیں، اچھی خاصی [illegible] کیا؟ آقا نے حیرت سے ملازم کی طرف دیکھا۔ ملازم نے عرض کیا: جی پہلے تو آپ کے ارشاد سے انگریزی دوکان سے [illegible] ایک مسلمان دوکان سے [illegible] بچت اسی سے ہوئی۔ لیکن پھر حکم ہوا وہی انگریزی دوکان کے لیے۔ ملازم نے دوبارہ ہمت کر کے کہا مگر سرکار اس میں اور اس میں تو [illegible] کا فرق پڑ جائے گا۔ آقا نے [illegible] فرمایا کوئی پرواہ کی بات نہیں۔ [illegible] آئندہ وہیں سے آئے گا۔ واقعہ شام کے مشہور لیڈر امیر شکیب ارسلان نے اپنی تازہ کتاب میں نقل کیا ہے، جو عالم اسلامی کے اسباب زوال پر ہے اور جس کا ترجمہ OUR DECLINE & its causes کے نام سے ابھی لاہور کے مشہور انگریزی تاجر شیخ محمد اشرف کے یہاں سے نکلا ہے!

فلسطین میں عربوں پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

پیغامبر

THE MESSENGER

Editor & Publisher SOHAIL AKHTAR

جہاں میں میری فطرت ہے لیکن ؟ کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

کہتے ہیں ایک مرد ملتانی بازار سے بکری خرید کے اپنے گھر جا رہا تھا۔ جب وہ گاؤں کے قریب پہنچا تو ایک شخص نے کہا "میاں یہ نجس کتا کدھر لئے جا رہا ہے، چھوڑ اسے"۔ ملتانی نے حیرت سے اسے دیکھا اور کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے تجھے کم نظر آتا ہے، غور سے دیکھ یہ کتا ہے یا بکری؟" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ مگر دل میں شک کا کانٹا چبھ گیا تھا، گردن پھیر کر بکری کی طرف دیکھا اور جی میں کہا "یہ تو بکری ہی ہے"۔ اسے کندھے پر اٹھا کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ فاصلے پر ایک دوسرا شخص ملا، کہنے لگا "توبہ توبہ کیا زمانہ آگیا ہے لوگوں میں پاکی، ناپاکی کا خیال بالکل جاتا رہا، کتے جیسا ناپاک جانور سر پر چڑھا رکھا ہے"۔ ملتانی نے رک کر پھر بکری کو دیکھا اور دل میں کہا "ضرور دال میں کالا ہے، ممکن ہے میں نے ہی دھوکا کھایا ہو اور کتے کو بکری سمجھ کر خرید لیا ہو" کچھ ہی دور آگے گیا ہوگا کہ تیسرے شخص نے آواز لگائی "اے بھائی یہ کتا کتنے کو مول لیا؟ اگر زیادہ رقم دے آیا ہے تو گھاٹے میں رہا، یہ کتا اچھی نسل کا نہیں ہے، اسے واپس کر آ"۔ اب تو ملتانی کے دل میں رہا سہا شبہ بھی [illegible] ہو گیا، بکری کو پھینکا اور خود ندی میں کود گیا تاکہ پاک صاف ہو کر گھر جائے۔ ادھر تینوں ٹھگ بکری کو پکڑ کر چلتے بنے۔

آج کسی ملتانی کو نہیں بلکہ تمام اہل پاکستان کو مایوسی اور بے یقینی میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ انسان بے یقینی سے جلد مر جاتا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو دانستہ یا نادانستہ قوم کی شکست و ریخت کے درپے ہیں؟ ایک تو ہماری قوم کے مزاج ہی میں یاسیت کا عنصر مختلف تہذیبی اور نفسیاتی وجوہ سے غالب آگیا ہے پھر کچھ عناصر [illegible]۔ انہیں اپنی ذات کے اجڑنے کی طرح خاکم بدہن پاکستان بکھرتا نظر آتا ہے۔

پاکستان بکھرنے کیلئے نہیں بنا، البتہ یہ خود ہی بکھر جائیں گے۔ منافقین کے گروہ سے نکلئے اور اس قوت میں اضافہ کیجئے جو پورے خلوص اور ساری توانائیوں کے ساتھ پاکستان کے دفاع اور اسلام کی سربلندی کیلئے سر دھڑ کی بازی لگانے کیلئے تیار ہیں۔

VISIT US

FOR

best quality

INDIAN GROCERIES,
FRESH VEGETABLES,
NUTS, SPICES ETC.

گروسری، تازہ سبزیاں اور مصالحہ جات

نہایت ہی سستے داموں خریدنے کیلئے

ہمارے ہاں تشریف لائیں

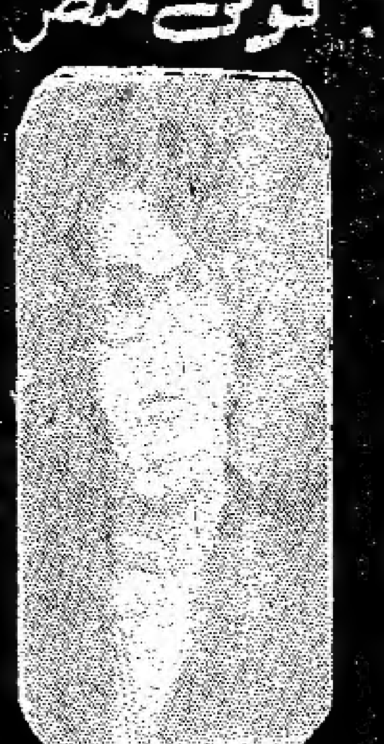
Pirri's Dixieland Market Limited
FRESH FRUITS — VEGETABLES — FLOWERS

RETAIL: 1106 PHARMACY AVE.,
PHONE: 759-0473

WHOLESALE: 1052 BRICHMOUNT RD.
PHONE: 759-5214

SCARBOROUGH.

قومی منظر



احمد کمال

کھیل اب نہایت نازک مرحلے میں ہے

اگر یہ وقت گزر گیا۔ تو......؟

صدر ضیاء پر پیر پگارا کا باؤنسر



پیر پگارا

حالیہ دورۂ پاکستان میں جناب اپنے یوسف ہارون نے سیاست دانوں اور صحافیوں سے ملاقاتوں کے دوران جن دو باتوں پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا۔ وہ یہ تھیں۔ اول یہ کہ ملک میں عام انتخابات کے انعقاد کے لئے سیاستدانوں کو جرنیلوں سے رجوع کرنا ہی پڑے گا کیونکہ اقتدار ان کے پاس ہے!

دوم: یہ کہ عام انتخابات کے لئے جس قدر زیادہ آسان اور سادہ طریقہ اختیار کیا جا سکے اتنا ہی بہتر ہوگا۔

موجودہ صورت حال میں ان دونوں باتوں کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ملک کو درپیش تمام تر پیچیدگیوں اور الجھنوں سے نجات کا یہ مختصر ترین راستہ ہے۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک اتنا سادہ، آسان اور محض دو نکاتی قابل عمل فارمولا سامنے آنے پر بھی اس پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہمیں پاکستان میں بحالی جمہوریت کے مختلف دعویداروں کے تازہ ترین رویوں کا جائزہ لینا ہوگا، تاکہ قارئین خود یہ سراغ لگا سکیں کہ خرابی کہاں ہے؟ اور کیوں پاکستان میں جمہوری نظام حکومت بحال نہیں ہو پا رہا؟

جنرل ضیاء الحق نے کہ خود ملک میں بحالی جمہوریت کے ایک بڑے داعی ہیں گزشتہ دنوں اپنی ایک تقریر میں دعویٰ کیا کہ وہ تو ہر وقت اپنی ٹیم کے کپتان کی حیثیت سے کسی بھی قسم کی "وکٹ" پر مخالف ٹیم کے ساتھ میچ کھیلنے کے لئے تیار ہیں، لیکن دوسری "ٹیم" کہیں نظر تو آئے۔

جنرل ضیاء کرکٹ سے خصوصی شغف رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اشاروں، کنایوں میں جو کچھ کہنا چاہا وہ ہر کسی نے بغیر کسی دشواری کے سمجھ لیا۔ اس سے پیشتر کہ کسی اور حلقے کی جانب سے جنرل ضیاء کی اس بات کا جواب دیا جاتا، پیر صاحب پگارا شریف نے ایک "باؤنسر" ان الفاظ میں مارا کہ "کرکٹ تو شرفاء کا کھیل ہے، جس میں دو ٹیمیں ہوتی ہیں، جس کے کچھ آداب اور ضوابط و قواعد ہوتے ہیں، جبکہ یہاں تو "گلی ڈنڈا" کھیلا جا رہا ہے، جس میں دوسری ٹیم واقعی موجود نہیں ہے اور ضیاء الحق کرکٹ کے نہیں گلی ڈنڈا ٹیم کے کپتان ہیں"

ہر دو جانب سے کرکٹ کی آڑ میں ایک دوسرے کو جو کچھ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے، بین السطور سے بالکل واضح ہے، وزن کس کی بات میں ہے؟ اس کا فیصلہ خود قارئین کر سکتے ہیں۔

صدر ضیاء نے ہی گزشتہ دنوں مجلس شوریٰ کے چوتھے اجلاس میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے پورے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا کہ انہیں تخریب کاری یا تشدد کی وارداتوں کے ذریعے راستے سے نہیں ہٹایا جا سکتا۔ انہوں نے واضح کیا کہ وہ تخریب کاروں کو ایسی عبرتناک سزائیں دیں گے کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ قومی حکومت بنانے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کبھی رفاقتی اور

صرف اس کابینہ میں بعض سیاست دانوں کی شمولیت پر غور ضرور کیا جا رہا ہے۔

جہاں تک صدر ضیاء کی پہلی بات کا تعلق ہے تو ہمیں اس سے کلی اتفاق ہے انہیں واقعی تشدد اور تخریب کاری کے ذریعے کوئی بھی گروہ اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکتا، ہمیں یقین ہے کہ صدر ضیاء نے جب یہ دعویٰ فرمایا تو "ہم" سے ان کی مراد محض ضیاء الحق نہیں بلکہ ایک پورا ادارہ (INSTITUTION) تھا یعنی فوج، جس کی وہ نمائندگی کرتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی گروہ اپنی دہشت گردی یا تخریب کاری کے ذریعے ایک ضیاء الحق کو منظر عام سے غائب کر دینے میں کامیاب ہو بھی جائے تو کوئی دوسرا "ضیاء الحق" آگے آ جائے گا۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ وہ ضیاء الحق موجودہ ضیاء الحق سے کہیں زیادہ سخت گیر اور سیاست دانوں کے حق میں اس سے کہیں زیادہ برا ثابت ہو۔ جتنا سیاست دان یا دوسرا کوئی

تو جو حقائق سامنے ہیں وہ یہ کہ اب تک نہ تو ایک سال گزر جانے کے بعد بھی چوہدری ظہور الٰہی کے تمام قاتل پکڑے جا سکے ہیں نہ طیارے کے اغوا میں ملوث افراد کا، حکومت اب تک کچھ بگاڑ سکی ہے نہ تخریب کاری کی دیگر وارداتوں میں ملوث افراد کا۔

دوسرے افراد کو اب تک کوئی ایسی سزا دی گئی ہے کہ آئندہ ایسی حرکت کرنے سے پیشتر تخریب کار عناصر کم از کم ایک بار ضرور سوچنے پر مجبور ہوں۔ اس معاملے میں بھی پیر پگارا صاحب کے ارشادات کچھ سچ نظر آتے ہیں کہ اگر حکومت چوہدری ظہور الٰہی کے قتل میں ملوث افراد کو عبرتناک سزا دے دیتی تو ظہور الحسن بھوپالی کے قتل کی نوبت ہی شاید نہ آتی۔ لیکن تشدد میں یقین رکھنے والے افراد کے لئے یہ امر بھی حوصلہ افزائی سے کم نہیں کہ حکومت اپنے تمام تر وسائل اور عزائم کے باوجود ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکی، ایک جرم

ایسے حالات میں اگر یکا یک صدر ضیاء کو کابینہ میں توسیع کی سوجھی تو ظاہر ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہی ہو سکتا ہے، ویسے بھی صدر ضیاء اپنے چھ سالہ عرصہ اقتدار میں جتنی کابینائیں بدل چکے ہیں، اتنی تو ہم نے پتلونیں نہ بدلی ہوں گی اور یہ سیاست دانوں کی بدقسمتی ہے کہ پروفیسر غفور احمد اور محمد اعظم فاروقی جیسے اصول پسند سیاست دان بھی جو سابق وزیر کہلاتے ہیں تو ایک مارشل لائی حکومت ہی کے، نہ کہ کسی منتخب عوامی حکومت کے اور یقیناً ان کے لئے کوئی قابل فخر بات ہرگز نہیں خصوصاً آج جبکہ وہ موجودہ حکومت کے خلاف کھل کر بول رہے ہیں، ان کی باتوں کا اکثر حصہ اسی لئے بے اثر ہے کہ وہ خود بھی کبھی اس حکومت کے وزیر رہ چکے ہیں، جس کے خلاف آج تقاریر کرتے نہیں تھکتے، اگرچہ اب اس بات کا ایک فیصد امکان بھی باقی نہیں رہا کہ صدر ضیاء کی کسی بھی

کرکٹ کا بہت زیادہ شعور رکھتے ہیں، انہوں نے یقیناً دیکھا ہوگا کہ جب تماشائی مخالفانہ نعرے لگا رہے ہوں، اطراف بازی پر بضد ہو چکے ہوں پتھر اور جگہ جگہ بڑے بڑے پھل کھلاڑیوں کی طرف پھینک رہے ہوں تو پچ پر کوئی ..... بیٹسمین بھی کریز پر زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔

صدر ضیاء نے بلاشبہ ایک طویل اور اچھی اننگ کھیلی ہے، اب مخالف ٹیم جارحانہ حملوں پر اترنے ہی والی نظر آتی ہے، ابھی تو پیر پگارا کے "باؤنسرز" کا آغاز ہے اور تماشائی ان کے لئے تالیاں بجا رہے ہیں، کل جب مصطفیٰ جتوئی، شیر باز مزاری، اصغر خان، ولی خان، پروفیسر غفور، میاں طفیل، مولانا نورانی اور دوسرے تمام کھلاڑی "بھی شارٹ پچ گیند" پھینکنا شروع کریں گے تو صدر ضیاء کیا کریں گے؟ ہمارے خیال میں یہ مناسب ترین وقت ہے جب صدر ضیاء میچ جیتنے کے لئے اپنی اننگ آبرومندانہ طریقے پر ڈیکلیئر کر دیں۔ مخالف ٹیم سے گفت و شنید کریں کچھ ان کی مانیں اور کچھ اپنی منوائیں۔ اور یوں دونوں کسی بہتر حل اور بہتر صورت حال کے پیدا کرنے کی کوشش کریں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فوج کا اقتدار میں آئینی طور پر حق تسلیم کر لیا جائے اور صدر مملکت فوج کا کمانڈر انچیف ہو سکتا ہے اور وزیر اعظم سول سے، دونوں کے مابین اختیارات کی متوازن تقسیم سے یہ جھگڑا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکتا ہے، عام انتخابات کا انتہائی سادہ ترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ سیاسی جماعتوں کو بحیثیت سیاسی جماعت ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے اپنا اپنا پروگرام عوام کے سامنے رکھنے کا موقع دیا جائے اور ایک مخصوص تاریخ کو فوج کی نگرانی میں عام انتخابات کرا دیئے جائیں لوگ انفرادی طور پر پولنگ بوتھ تک آئیں اور اپنا ووٹ کاسٹ کر کے چلے جائیں، نہ ہنگامے کا خطرہ، نہ کشت و خون کا، نہ جلسہ نہ جلوس۔ اس طرح انتخابات کے انعقاد کا یہ فائدہ بھی ہوگا کہ لوگوں کو سوچ سمجھ کر اپنا ووٹ کاسٹ کرنے کا موقع ملے گا۔ اور وہ کسی بھی ہوشیار سیاست دان کے بنائے ہوئے "الیکشن سٹنٹ" کے شکار نہ ہو سکیں گے!

تنازعات یا فروعی جھگڑوں میں الجھے رہنے کا وقت گزر چکا ہے اور اگر اس موقع کو غنیمت نہ سمجھا گیا، یہ وقت برباد کر دیا گیا، تو انجام کسی کے لئے بھی خوشگوار ثابت نہ ہوگا۔ پھر سیاست دانوں اور جنرل ضیاء کے مابین جاری یہ طویل ترین میچ تماشائیوں کی جانب سے شامیانے اور قناتیں جلانے پر ہی موقوف ہوگا، جس کا وقت دور نہیں کیونکہ بہت سی بیرونی قوتیں اس موقع کی تاک میں بیٹھی ہیں کہ کب تماشائی ہنگامہ شروع کریں اور کب وہ اپنا عمل شروع کریں۔

ابھی وقت ہے کہ صدر ضیاء اپنی "طویل اننگ" ڈیکلیئر کر دیں ورنہ "میچ" پر ان کی گرفت کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جائے گی

گو موجودہ ضیاء الحق کو کھٹکتا ہے بات فقط چہرے بدلنے یا وزراء کو ان کے مناصب بدل کر تبدیل کرنے کی نہیں ہے، اصل اہمیت ایک نظام کو تبدیل کرنے کی ہے، جس میں ہر ادارہ خود کو اپنے فرائض تک محدود رکھے، جو اسے قوم و ملک اور آئین کی جانب سے تفویض کئے گئے ہوں اور یہ کام تشدد اور تخریب کاری کی وارداتوں کے ذریعے واقعی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر پاکستان میں بنگلہ دیش اور ایران جیسے دردناک واقعات ہی کو دہرانا ہے تو پھر ہمیں ویسے ہی انجام سے دوچار رہنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے! جیسا کہ ایران اور بنگلہ دیش یا افغانستان دوچار رہے، جہاں تشدد اور قوت کے استعمال کے ذریعے چہرے بدلنے کی کوششیں کی گئیں، تشدد اور قوت کے استعمال کا عفریت ایک مرتبہ بوتل سے باہر آ جائے تو دوبارہ مشکل سے ہی بوتل میں واپس جاتا ہے، ظاہر ہے کہ کوئی بھی محب الوطن شخص پاکستان کو ایسی صورت حال سے دوچار ہوتے دیکھنا پسند نہیں کرے گا۔ جس میں مختلف ادارے باہمی تصادم کے نتیجے میں ایک دوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر تباہ ہوتے رہیں۔ چہرے آتے رہیں اور جاتے رہیں، حتیٰ کہ وہ نوبت آ جائے جب نہ بدلنے کے لئے کوئی چہرہ مل سکے اور نہ ہی مملکت کو قائم و دائم رکھنے کے لئے کوئی ادارہ سلامت نظر آئے!

عوام کی یہی وہ بنیادی سوچ ہے، جس نے سیاست دانوں کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں، اور اب تک صدر ضیاء الحق کو مزے سے حکومت کرتے چلے جانے کا موقع فراہم کر رکھا ہے اور یہی یقین ہے کہ محب الوطن سیاست دانوں کی اکثریت بھی اسی نہج پر سوچ کر خاموش ہے، اور بہت سی باتوں کو پی جانے پر مجبور ہے تشدد اور تخریب کاری کی وارداتوں میں کوئی بھی سیاسی شخصیت خود کو اس کا سبب نہ تو ظاہر کر رہی ہے اور نہ ہی اس کی داعی ہے، حتیٰ کہ خود بیگم نصرت بھٹو تشدد اور تخریب کاری کی وارداتوں کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتیں اور پیپلز پارٹی کی موجودہ صف اول کی قیادت تو ویسے ہی ایک مخصوص گروہ کی جانب سے تشدد کی ان کارروائیوں کو خود اپنے اور ملک کے لئے تباہ کن تصور کرتی ہے اور بار بار ان حرکات سے اپنی بریت کا اعلان کرتی رہتی ہے۔

جہاں تک صدر ضیاء کے اس اعلان کا تعلق ہے کہ وہ تخریب کاری میں ملوث افراد کو ایسی عبرتناک سزائیں دیں گے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی یاد رکھیں گی تو ان کے اس دعوے کو عملی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ہی اس کی حقیقت سامنے آ سکتی ہے فی الحال

کے ارتکاب کے بعد ہمیشہ قدم آگے ہی بڑھتے ہیں تاوقتیکہ ان کو پہلے ہی قدم پر روک نہ دیا جائے۔ جناب ضیاء الحق کو ہمارا مخلصانہ ترین مشورہ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ زبانی دعووں اور تیز و تند تقاریر کی بجائے عملی اقدامات میں زیادہ دلچسپی لیں، لوگ دعووں کی بجائے عمل سے زیادہ متاثر اور مرعوب ہوتے ہیں۔

قومی حکومت کی تشکیل کے بارے میں ظاہر ہے کہ وہی بات درست ہوگی جو جناب صدر نے ارشاد فرمائی ہے کہ بعض سیاست دانوں نے ایسی تجاویز پیش کی تھیں، جن پر عمل کرنے کا ارادہ کم از کم حکومت تو نہیں رکھتی، البتہ وفاقی اور صوبائی کابینہ میں توسیع کا جو "فیلر" جناب صدر نے چھوڑا ہے اس کے موقع و محل کا جائزہ لینا لازماً دلچسپ ہوگا۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے مختلف سیاست دان جس طرح آپس میں ملاقاتیں کر رہے ہیں اور درون خانہ گول میز کانفرنس قسم کی کوئی کھچڑی ٹائپ چیز کے ساتھ پکانے کی کوششوں میں مصروف ہیں اس سے اگر حکومت اس اندیشے کی شکار ہو جائے تو بعید نہ ہوگا۔ کہ کہیں سچ مچ تو کوئی ایسا سیاسی اتحاد جنم لینے والا نہیں ہے، جو کم سے کم نکات پر ہو، اور جس کے نتیجے میں کسی سیاسی تحریک کے چل پڑنے کے امکانات نمایاں ہونے لگیں، جب بھی سیاست دانوں نے باہمی اتحاد و اتفاق رائے کے لئے مل بیٹھنا چاہا ہے، ضیاء صاحب کو فوراً کابینہ میں توسیع یا تبدیلی ہی کی سوجھتی ہے جس کے نتیجے میں بیچارہ سیاسی اتحاد تو جہاں تہاں رہ جاتا ہے اور سیاست دان حضرات بجائے سیاسی اتحاد بنانے کے شیروانیاں سلوانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ اب جبکہ پھر سیاست دانوں کی گول میز کانفرنس کے انعقاد کے امکانات بڑھ رہے ہیں اور سیاست دانوں کے لب و لہجہ میں بھی تبدیلی آتی جا رہی ہے خصوصاً پیر پگارا کا لب و لہجہ تو یکسر ہی بدل کر رہ گیا ہے، جب کہ یہ وہی پیر پگارا تھے، جو جی ایچ کیو سے اپنے رابطوں کا ذکر کرتے نہ تھکتے تھے، اور ہر وقت مسلم لیگ کی حکومت کی خاطر صدر ضیاء کے آگے رکھنے پر آمادہ نظر آتے تھے، آج وہی پیر پگارا یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ جب تک وہ زندہ ہیں اس وقت تک تو فوج کی آئندہ آئینی شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آئین کے مطابق فوج کو صرف ملکی سرحدوں کا دفاع کرنا چاہئے، حکومت تو سیاست دانوں کا حق ہے

پیش کش کے جواب میں صف اول کا ایک بھی سیاسی رہنما دست تعاون آگے بڑھائے گا۔ پھر بھی صدر ضیاء کابینہ میں تبدیلی یا توسیع کا شوشہ چھوڑ کر سیاسی جماعتوں کی نچلی صفوں میں ہلچل ضرور مچا دیتے ہیں اور اگر وہ دوسری تیسری صف کے بعض سیاست دانوں کو بھی ان کے سیاسی فلسفوں سے منہ پھیرنے پر مجبور کر دیتے ہیں تو اس سے بھی پورے سیاسی ڈھانچے (POLITICAL INSTITUTION) کی بنیادی چولیں ضرور ہلا دیتے ہیں، سیاسی اداروں نے اپنا وقار بے وجہ ہی نہیں کھو دیا، انہیں اس مقام تک پہنچانے میں صدر کی ڈپلومیسی کے علاوہ خود ان کے اپنے لالچ کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔

بہر حال پاکستان میں کسی بھی سیاسی عمل کے شروع ہونے کے امکانات تب ہی پیدا ہو سکتے ہیں جب تمام سیاست دان اور سیاسی جماعتیں کم سے کم نکات پر متفق ہو کر حکومت کے سامنے ایک "ٹیم" کی صورت میں آئیں جس سے "میچ ڈالنا" صدر ضیاء کو بھی پسند آئے۔

یہی بات ہے جو جناب یوسف ہارون سیاست دانوں کے دماغ میں اتارنا چاہتے ہیں کہ وہ پہلے خود کم سے کم نکات پر متفق ہوں اور پھر ملک میں عام انتخابات کا انتہائی سادہ ترین لائحہ عمل فوجی حکومت کے سامنے رکھیں اور اس میں اپنی توہین نہ سمجھیں، اس قسم کے رویئے جن میں جرنیلوں سے فرار یا ان سے مذاکرات سے گریز کے پہلو موجود ہوں کسی بھی فریق کے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتے جن کے پاس اقتدار ہے، وہ کسی کی گیدڑ بھبکیوں میں تو شاید ساری عمر نہ آئیں، لیکن کسی لچکدار سیاسی طریق کار پر عمل کرنے پر شاید کبھی نہ کبھی ضرور آمادہ ہو سکیں۔ اگر کرکٹ یا گلی ڈنڈا کے میچ ہی ہوتے رہے تو پھر موجودہ صورت حال کبھی بھی ختم نہ ہو سکے گی۔ اسی لئے اگر سیاسی کرکٹ یا سیاسی گلی ڈنڈا کے یہ میچ نہ تو پانچ روزہ ثابت ہو سکے ہیں، نہ آئندہ دنوں یا ہفتوں میں ان کے ختم ہونے کے امکانات نظر آتے ہیں۔ عوام جو تماشائی بنے سالہا سال سے خاموش بیٹھے ان میچوں کے نتیجہ خیز ثابت ہو سکنے کے منتظر ہیں اب بوریت کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں اور صدر ضیاء کے علاوہ سیاست دان بھی ہماری پیشگوئی نوٹ فرما لیں کہ اگر انہوں نے آپس میں جاری اسی بے تکے اور بے فیض میچوں کا یہ سلسلہ جلد ہی ختم نہ کر دیا تو تماشائی حالیہ کراچی ٹیسٹ کی طرح شامیانے اور قناتیں جلانے پر اتر آئیں گے، صدر ضیاء تو

جذبات

جذبات، دماغ اور منطق کے سب سے بڑے دشمن ہوتے ہیں۔ جب ہم کسی مسئلے کو جذباتی انداز میں دیکھتے ہیں تو پھر غیر جانبداری سے اس کا تجزیہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ ہم لاشعوری طور پر حقائق کی تصویر بدل دیتے ہیں۔ بعض کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور بعض کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینے لگتے ہیں۔

— رابرٹ لوینڈ

حمیّت نام تھا جس کا.....

—— شاہد محمود ٹورانٹو ——

براہ کرم اس مضمون کا آخری حصہ پہلے نہ پڑھیں۔

اقبالؒ نے ایک نظم میں اس خونچکاں داستان کا نقشہ کھینچا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جب غلام قادر روہیلہ نے مغل شہنشاہ کی آنکھیں نوک خنجر سے نکال دیں تو بیگمات اور شہزادیوں کو رقص کا حکم دیا۔ وہ دیر تک...... اس منظر سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ اسکے بعد اس نے اپنا اسلحہ ایک طرف رکھا اور خود سونے کیلئے پلنگ پر لیٹ گیا اور اس کے بعد اٹھ کر کہا کہ میرا یہ سونا جھوٹ موٹ کا تھا ؎

یہ مقصد تھا میرا اس سے کوئی تیمور کی بیٹی
مجھے غافل سمجھ کر مار ڈالے میرے خنجر سے
مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیّت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے

اس سبق آموز منظر سے یہ راز سارے زمانے پر کھل گیا ہو یا نہ، لیکن اب جو کچھ بیروت میں ہوا ہے، اور ہو رہا ہے، اس سے یہ راز تو یقینی طور پر ساری دنیا پر کھل گیا ہے کہ حمیّت نام ہے جسکا، وہ مسلمان کہلانے والی ایک ارب سے گھروں سے رخصت ہو چکی ہے۔ پچھلے دنوں اسرائیلیوں کے ہاتھوں، فلسطینیوں پر جس قدر مظالم ہوئے وہی حمیّت کو آواز دینے کیلئے کم لرزہ انگیز اور قیامت خیز نہ تھے، لیکن بیروت کے کیمپوں میں جو کچھ ہوا، اس نے کرّہ ارض کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ بیچارے نہتے فلسطینی، اپنی بیوی بچوں سمیت پناہ گزین تھے کہ مسلح ملیشیا، ان کے کیمپوں میں جا گھسا۔ مردوں، عورتوں اور بچوں کو گھیر کر دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا اور اس کثرت اور شدت سے بارہ ماری کہ ایک ایک جسم سے سینکڑوں گولیاں آر پار ہو گئیں۔ پھر ان کی لاشوں کے ساتھ اس قدر بہیمانہ سلوک کیا جس سے انسانیت کی آنکھیں بھی زمین میں گڑ گئیں۔ (اطلاعات کے مطابق) تقریب ڈیڑھ ہزار لاشیں، جو گرمی کی شدت سے گل سڑ رہی تھیں، برآمد کی جا چکی ہیں، یہ خبریں گرچہ فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی ہیں مگر ایک ارب مسلمان قوم کے قلوب میں حمیّت اور غیرت کو بیدار نہیں کر سکیں ——

—— وہ وہاں موجود ہو تو بیدار ہونے کی توقع بھی کی جا سکے، جب وہ وہاں سے رخصت ہی ہو چکی ہو تو پھر توقع کس بات کی کی جائے۔ درکشی تا اندونیشیا تمام مسلمان کہلانے والی قوم جو سمندر کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ اس بحر ذخار میں اسرائیلیوں کی چڑیا جتنی مملکت جس کی کل آبادی لاہور جتنی بھی نہیں اور جسے وجود میں آئے چند سالوں سے زیادہ عرصہ بھی نہیں ہوا، انہیں (مغلیہ شہزادیوں کی طرح) تگنی کا ناچ نچا رہی ہے۔ اور یہ نظارے ہیں، وہاں بھی، طرفات کے میدان میں بھی، التجاؤں، جلسوں میں قراردادوں، یو۔این۔او کے حضور فریادوں سے آگے ایک قدم بھی اٹھانے کی سکت اپنے اندر نہیں پاتے۔ اگر یہ ایمان کی بنیادوں پر امت واحدہ تو ایک طرف، عام دنیاوی معیار کے مطابق ہی ایک قوم ہوتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کی طرف نگہ بد سے نہ دیکھ سکتی۔

قومیں مرتی ہیں تو ان کے جنازے نہیں اٹھا کرتے وہ جیتی جاگتی چلتی پھرتی جہنم کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ جس میں کیفیت یہ ہوتی ہے کہ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ؁ (۲۰/۷۴) انہیں نہ زندگی نصیب ہوتی ہے، نہ موت ہی آتی ہے۔ یَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ...... (۱۴/۱۷) "انہیں ہر طرف سے موت آتی دکھائی دیتی ہے لیکن وہ مرتے بھی نہیں کہ اس عذاب مسلسل سے چھوٹ جائیں۔ جن قوموں میں حمیّت اور غیرت نہ رہے ان کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

ننگِ آدم، ننگِ دین، ننگِ وطن

—×—

ارشاداتِ نبویؐ

- دین نصیحت اور خیر خواہی کا نام ہے
- سخی وہ ہے جو اپنی دولت کو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور غریبوں سے ہمدردی برتے
- ایک مسلمان کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔
- تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔
- اللہ کی مخلوق کو "ایذا" دینے والا ہر شخص جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔
- ثواب کی زیادتی کا دارومدار آزمائش کی سختی پر ہوتا ہے
- دنیا سامانِ زیست ہے اور اس کی بہترین متاع صالح عورت ہے۔
- میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے۔ اگر اس پر قائم رہے اور وہ ہے خدا کی کتاب۔

— محمد رفیق قریشی۔

سینگوں والے مینڈک جن کے کاٹنے سے گھوڑا مر جاتا ہے

برازیل میں ایسے مینڈک پائے جاتے ہیں جن کی آنکھوں کے اوپر چھوٹے چھوٹے سینگ ہوتے ہیں اور وہ کتوں کی طرح بھونکتے ہیں۔ اگر گھوڑے کو کاٹ لیں تو وہ مر جاتا ہے۔



طرابلس میں جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ کی کانفرنس

رپورٹ: محمد عیسیٰ منصوری

"برزنیف نے مجھے خود کہا کہ: اسلام نے عوام کو جو حقوق دیئے ہیں وہ ہم روسی عوام کو اب تک نہیں دے سکے"

کانفرنس سے خطاب کے دوران

کرنل معمر قذافی کا انکشاف



جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ

لیبیا کی دعوت پر عالمی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر کے ۱۵۰ سے زائد اسلامی تنظیموں اور جمعیات سے متعلق ۷۰ سے زائد ممتاز اہل علم و اہل فکر مسلم شخصیات نے شرکت کی جس میں انگلینڈ سے ڈاکٹر زکی بداوی، یوکے اسلامک مشن کے صدر رشید احمد صدیقی، انجمن اصلاح المسلمین ڈیوزبری سے اسحٰق پٹیل، حافظ محمد شریف، حاجی محمد بوستان اور برمنگھم سے مولانا نثار احمد صاحب اور مسلم ایجوکیشنل ٹرسٹ کے چیرمین افتخار احمد ملک اور بورڈ کے سیکرٹری مولانا عیسیٰ منصوری کی معیت ۲۰ سے زائد نمائندوں نے شرکت کی۔ پاکستان سے ۹ علماء پر مشتمل ایک وفد اور بھارت سے ۸ افراد پر مشتمل وفد تھا نہ صرف عالم اسلام بلکہ جہاں مسلمان صرف چند سو ہیں وہاں کے وفد بھی شریک ہوئے۔ تمام افریقی ایشیائی یورپی ممالک شمالی جنوبی امریکہ، جاپان، کوریا، فلپین، تھائی لینڈ حتیٰ کہ چین سمیت متعدد کمیونسٹ ملکوں سے بھی مسلم تنظیموں کے نمائندے شریک ہوئے۔ یہ پہلی عظیم کانفرنس تھی جس میں چین کے شیخ الاسلام ایک وفد کے ساتھ شریک ہوئے اور متعدد مسلم وزراء جس میں سری لنکا، ملیشیا، انڈونیشیا اور کویت کے وزراء شامل ہیں، شریک ہوئے۔

۲۵ شوال ۱۴ اگست ۱۹۸۲ء کانفرنس کا ابتدائی اجلاس صبح ۹ بجے اللہ اکبر کی نشید (ترانہ) اور تلاوت قرآن سے شروع ہوا۔ پھر جمعیۃ دعوت الاسلامیہ لیبیا کے رئیس محترم محمد احمد الشریف نے دنیا بھر سے آئے ہوئے وفود کو مبارکباد دیتے ہوئے مسلمانوں کے مسائل پر جامع اور بلیغ تقریر فرمائی۔

جمعیۃ دعوت الاسلامیہ کی عالمی کانفرنس مسلسل ۸ روز دو نشستیں ہوتی رہیں۔ پہلی نشست صبح ۹ بجے سے ایک بجے تک درمیان میں ۱۵ منٹ کا وقفہ استراحت دوسری نشست ۵ بجے سے ۸ بجے تک اور کبھی ۱۰ بجے تک درمیان میں ۱۵ منٹ کا وقفہ نماز۔ ۳ زبانوں عربی انگریزی اور فرنچ میں ترجمہ کا خودکار انتظام تھا تقریباً ۹۰ فیصد بیانات عربی میں تھے۔

مقالات کے موضوعات

عالم اسلام کا اتحاد، فروعی اختلافات کو کم کرنا تصفیہ فلسطین، عالم اسلام میں اجتماعی ظلم کا مسئلہ عالم اسلام کے اقتصادی، اجتماعی، ثقافتی، پسماندگی کا مسئلہ، اسلام اور مسلمانوں پر صلیبی و صیہونی جارحیت مسلم اقلیات کا مسئلہ، ظلم و ستم، نوآبادیات اور غلامی کے خلاف جہاد، براعظم افریقہ، ایشیا، یورپ شمالی جنوبی امریکہ کے مسلمانوں کے مسائل زیر بحث آئے۔

قائد انقلاب معمر قذافی کی کانفرنس میں آمد

۱۸ اگست صبح کی نشست میں قائد انقلاب فاتح ستمبر معمر قذافی اجلاس میں تشریف لائے تمام دنیا کے آئے ہوئے مندوبین نے زبردست جوش و خروش سے استقبال کیا، ۲۰ منٹ تک اپنے محبوب قائد کے لئے نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے۔ کرنل قذافی نے تمام مہمانوں کو مرحبا کہتے ہوئے فرمایا آپ لوگ یہاں اجنبی اور مہمان نہیں بلکہ اپنے ہی ملک اور اپنے ہی بھائیوں کے درمیان ہیں۔ آپ اس شہر میں ہیں جو عالم اسلام کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت اور امداد کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لانے کا عہد کئے ہوئے ہے۔

قائد نے توجہ دلائی کہ امریکہ عالم اسلام پر صلیبی جارحیت کی قیادت کر رہا ہے۔ سعودی عرب کے پٹرول کے تعاون سے اور سعودی عرب اور خلیج کی ریاستیں امریکہ کی آلہ کار بن کر اس کے صلیبی مذموم مقاصد کو پورا کر رہی ہیں اور امریکہ کے ایماء پر فلسطینیوں کو تتر بتر کرنے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ملوک و شیوخ اسرائیل سے زیادہ فلسطینی مجاہدین سے خائف ہیں۔ سعودی عرب عالم عرب اور عالم اسلام میں امریکی عزائم پورے کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اردن کا ملک حسین مجھے اپنے محل کی کھڑکی سے بتاتا ہے کہ یہ بیت المقدس ہے جو صیہونی تسلط میں ہے اور فوج مسلمانوں سے لڑنے کے لئے عراق بھیجتا ہے۔ کرنل قذافی نے مطالبہ کیا کہ عرب اپنا سرمایہ سامراجی بنکوں سے نکال لے۔ اور مغربی سامراج کا تیل بند کر دے اور امریکہ اور مغرب کا مکمل سیاسی بائیکاٹ کرے اور تمام عربوں کو چاہیئے کہ اپنی فوجیں لبنان میں صیہونیت کے خلاف بھیجیں۔ لیبیا اپنی تمام بری، بحری اور فضائی افواج ہر وقت بھیجنے کے لئے تیار ہے۔

کرنل قذافی نے وضاحت کی میں نے کتاب الاخضر میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا ہے انہوں نے کہا کیا یہ حدیث نہیں ہے کہ تمہارے کھانے میں بھوکے کا حق اور تمہارے مکان میں اس کا حق ہے جس کے مکان نہیں ہے۔ جب میں نے اس پر عمل کیا تو کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث کو نہیں مانتا۔ ہم نے اپنے ملک میں اسلامی عدل و مساوات قائم کی ہے اور آیت (امرھم شوریٰ بینہم) کے تحت عوام کو صحیح معنوں میں اقتدار میں شریک کر لیا ہے۔ اسلامی مساوات کمیونزم سے کہیں اعلیٰ اور بڑھ کر ہے۔ روس میں مجھے برزنیف نے خود کہا کہ اسلام نے عوام کو جو حقوق دیئے ہیں وہ ہم روس میں ابھی تک نہیں دے پائے۔

نیز تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا ہم نے صندوق جہاد قائم کیا ہے جس سے ہم دنیا بھر کے مسلمانوں کی امداد کرتے ہیں۔ اور سینکڑوں ملکوں میں اسلامی مراکز چلاتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں نیجر میں افریقہ کی سب سے بڑی عظیم الشان مسجد بنائی ہے۔ قائد نے کہا بعض ملکوں میں مسجدوں کو تالا لگا دیا جاتا ہے صرف نماز کے لئے کھلتی ہیں۔ حالانکہ مسجدیں ہمیشہ کھلی رہنی چاہیئے۔ نیز بتلایا کہ ہمارے ملک میں بچے صبح اسکولوں میں عصری تعلیم حاصل کرتے ہیں اور شام کو مساجد میں قرآن کریم، اسوۂ رسول پڑھتے ہیں۔ ہم نے حفظ قرآن پر لیبی یونیورسٹی کی طرف سے ڈگری مقرر کی ہے۔

دریں اثناء کیمرون اور بعض افریقی ملکوں کے نمائندوں نے قائد کو بتایا کہ ہمارے پاسپورٹ پر لیبیا کا ویزا ہونے کی وجہ سے سعودی عرب نے ہمیں ویزا دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر کرنل قذافی نے کہا کہ لیبیا کا ویزا لگ جانے کو اسرائیل ویزا دیتا ہے نہ سعودی عرب۔ انہوں نے خبردار کیا کہ سعودی عرب کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ مسلمانوں کو بیت اللہ شریف میں فریضہ حج کی ادائیگی سے روکے مسلمان جب حج کے لئے جاتا ہے تو کسی ملک میں نہیں جاتا بلکہ اللہ کے گھر جاتا ہے۔ وہاں کسی حکومت کو رکاوٹ ڈالنے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ ہر مسلمان کو بیت اللہ شریف جانے کا پورا حق ہے خواہ اس کے سیاسی خیالات کچھ بھی ہوں۔ وہ امریکہ کے موافق ہو یا خلاف۔ قرآن نے سواء ن العاکف فیه والباد کہہ کر ساری دنیا کے مسلمانوں کو حرمین الشریفین میں مساوی حق دیا ہے۔ خاندان آل سعود حاجیوں کو انتہائی پریشان کر رہا ہے۔ تمام مسلمانوں کو مسجد اقصیٰ اور بیت اللہ شریف کی آزادی کے لئے اٹھ کھڑا ہونا چاہیئے۔

قائد نے اخوان المسلمین پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اخوان شروع سے ہی امریکی سامراج کے لئے کام کر رہی ہے۔ اور ان کے اہم مراکز

کانفرنس میں ۱۵۰ سے زائد تنظیموں اور ۱۰۰ سے زائد علماء نے شرکت کی

اور لیڈر سامراج میں ہیں۔ وہ اپنے عمل سے عربی وحدت کو نقصان پہنچا کر صیہونیت اور صلیبیت کی خدمت کر رہی ہے اخوان المسلمین عرب قومیت کو کفر کہتی ہے حالانکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ عرب قومیت ایک جسم ہے۔ اسلام اس کی روح ہے۔ اگر اسلام نہ ہو تو جسم بغیر روح کے۔ اور عرب متحد نہ ہوں تو روح بغیر جسم کے ہوگا۔

ساتھ ہی شام اور عراق کے بعثی (کمیونسٹ) پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ان بعثیوں نے کمیونزم کو ہی اپنا دین بنا لیا ہے اور وہ اپنے نتائج کو جلد پہنچ جائیں گے۔ کرنل قذافی نے سوال کیا کیا اسلام شراب، جوا اور زنا کا نام ہے؟ سعودی شہزادے امریکہ اور یورپ میں کیا کر رہے ہیں۔ الحمدللہ ہم نے اپنے ملک میں تمام محرمات شراب، جوا، زنا، فحش و منکرات کو قانوناً بند کر دیا ہے۔ قائد نے زور دے کر کہا کہ جمہوریہ عربیہ لیبیا اپنے تمام مادی، ادبی وسائل و امکانیات سے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کرتا رہے گا چاہے وہ کہیں ہوں اور اسلام کے اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لئے کام کرنے کا تہیہ کر چکا ہے۔ قذافی نے مسکراتے ہوئے کہا کہ امریکی ایجنٹ کہتے ہیں کہ قذافی کافر ہے اور اسے قل ھو اللہ احد بھی نہیں آتی اور مسکراتے ہوئے قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھی۔ غرض ایک گھنٹہ سے زائد ولولہ انگیز بیان جاری رہا۔ تمام دنیا کے آئے ہوئے نمائندے محبت کے جذبات لئے ہوئے انہماک سے سن رہے تھے۔ اور ان کے شبہات کا ایک ایک کانٹا نکل رہا تھا۔ اس جامع و فصیح بیان کے بعد اکثر نمائندوں نے کہا مغربی پروپیگنڈہ نے آج تک ہمیں گمراہ کن پروپیگنڈہ سے دھوکہ میں رکھا تھا۔

۱۷ اگست رات طرابلس کی بلدیہ (کارپوریشن) کی طرف سے زبردست استقبالیہ تھا۔ ایک وسیع (مصنوعی) حوض کے اطراف شاہانہ طرز پر قالینوں پر گدے تکیے ترتیب دے کر نشستیں بنائی گئی تھیں۔ قمقموں اور فانوس سے سارا علاقہ جگمگا رہا تھا۔ سینکڑوں رضاکار مہمانوں کے استقبال اور خدمت کے لئے متعین تھے۔ کارپوریشن کے میئر نے مہمان کو مرحبا کہتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ عربی فارسی رجزیہ نشید (ترانے) آدھی رات تک ہوتے رہے۔ اسی طرح ۱۹ اگست دوپہر کو الفاتح یونیورسٹی میں مہمانوں کو استقبالیہ دعوت دی۔

۱۹ اگست کی نشست میں اختتامی اجلاس میں ایک عالمی جمعیۃ دعوۃ الاسلامیہ تشکیل دی گئی جس کے جنرل سیکرٹری جناب ڈاکٹر محمد احمد الشریف مقرر ہوئے۔

مختلف ملکوں کے ۸ اعضاء رکن اساسی اور ۳۶ ملکوں سے ۳۶ ارکان پر مشتمل ہے جس میں برطانیہ سے ڈاکٹر زکی بداوی اور بھارت سے ممتاز عالم دین مولانا وحید الدین خان اور پاکستان ڈاکٹر مولانا عبدالرزاق اسکندر جامعہ نیو ٹاؤن کراچی وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

یہ جمعیۃ عالمی پیمانہ پر دعوت اسلامی کی کوششوں کو مربوط کر کے اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی امداد نیز دعوت اسلام کے میدان میں کام کرنے والے افراد کے تعاون کے لئے کام کرے گی۔

چند اہم نکات

اسلام اور مسلمانوں کی ادنیٰ خدمت کے لئے جمہوریہ عربیہ لیبیا کے صندوق الجہاد کو اس عالمی جمعیت کی تحویل میں دے دیا گیا جمعیۃ کا ہر ملک کے سیاسی نظام سے آزاد مستقل اور خودمختار تشخص ہوگا۔ اس کے ارکان آزاد رہ کر اسلام کی سربلندی کے لئے کام کریں گے ہر ۴ سال بعد جب اعضاء (رکن اساسی) چاہیں گے اجلاس بلایا جائے گا۔ اس کا مرکزی دفتر جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ طرابلس میں ہوگا۔ اور اس کے اجلاس دنیا کے مختلف مقامات پر ہوا کریں گے۔ جمعیت کے ارکان سال میں کم از کم ایک بار جمع ہوا کریں گے تاکہ دعوت اسلامی کے میدان میں کام کرنے والوں کی کوششوں کو متحد و مجتمع کرنے کے ساتھ محمد رسول اللہ کے پیغام کو جو انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے مبعوث ہوئے تھے عام کیا جائے۔ ظلم و ستم استعمار کے تسلط اور نوآبادیاتی نظام کے خلاف جہاد اور اسلام کی نشر و اشاعت اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کام کو آگے بڑھایا جائے۔ مسلم ممالک کو صیہونی اور صلیبی سامراج سے آزاد کرانے کے لئے مزید اقدامات کئے جاتے ہیں۔

عالمی جمعیۃ دعوت اسلامی کی سفارشات

۱۔ انسانیت کے بدترین مجرم صیہونی جو اپنے پشت پناہ صلیبی امریکی تائید سے فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں جن مجرموں نے مسجد اقصیٰ کو جلایا اور اس کی دیواریں منہدم کیں اور لبنان میں مسلمانوں کی بستیوں اور شہروں کو تباہ کیا فلسطینی لبنانی بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کا قتل عام کر رہے ہیں ان مجرموں کی حقیقی صورت دنیا کو بتائی جائے۔

۲۔ اس عالمی کانفرنس کا مطالبہ ہے کہ فلسطینیوں کا خاتمہ کرنے والے مجرموں اور اسرائیل کو تسلیم کروانے کے لئے کوشاں ان کے آلہ کار جو اپنے پٹرول سے صلیبی امریکی اور صیہونی اسرائیل کے معاون بنے ہوئے ہیں بے نقاب کیا جائے۔

۳۔ فلسطینیوں کے جائز حقوق اور ان کے مقدس وطن واپسی کے لئے اور صیہونی جارحیت اور صلیبی ظلم و تعدی کے خاتمہ کے لئے یہ مجلس تمام دنیا کے مسلمانوں کو متحد کرے گی۔

۴۔ جہاد واحد راستہ ہے جس سے مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے مقدس مقامات کو آزاد کرا سکتے ہیں۔ اور اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ اور جہاد ہی سے مسلم معاشرہ میں ضعف، ناامیدی اور ذہنی پسماندگی کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ اور امت مسلمہ کو ذلت میں مبتلا کرنے والے صیہونی صلیبیوں کے آلہ کاروں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ عالمی موتمر کتاب اللہ العزیز کے اس حکم کی طرف دنیا بھر کے مسلمانوں کو بلاتی ہے۔

انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالكم وانفسكم فى سبيل الله ذالكم خير لكم ان كنتم تعلمون ۔

(سورہ توبہ آیت ۴۱)

۵۔ یہ عالمی موتمر بیت المقدس کی آزادی اور حرمین شریفین کو ایک خاندان کی ملکیت سے نکال کر عالم اسلام کی تولیت و ذمہ داری میں دینا چاہتی ہے۔ حرمین شریفین میں کوئی ایسا اقتدار جو مسلمانوں اور بیت اللہ میں حائل ہو ناقابل برداشت اور قرآن کریم کی صریح ہدایت سواء ن العاکف فیه والباد کے خلاف۔

۶۔ عالمی موتمر تمام فروعی فقہی مسلکی اختلافات کو دور کر کے کتاب اللہ اور اسوۂ رسول کی بنیاد پر یکجہتی کی داعی ہے

۷۔ یہ عالمی موتمر تمام مسلمانوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ ذلت اور ظلم ہرگز برداشت نہ کریں۔ مقدس مقامات سے شر اور فتنہ کو دور کریں خواہ ظالم دنیا کی کتنی ہی بڑی قوت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سب سے بڑا ہے اور وہی حقیقی اختیارات کا مالک ہے۔

۸۔ یہ عالمی موتمر تمام دعوت اسلامی کے میدان میں کام کرنے والوں کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ یونیورسٹیوں، کالجوں، اسلامی تنظیموں اور سوسائٹیوں میں قرآن کریم اور عربی زبان کی ترویج کے لئے ان تھک جدوجہد کریں تاکہ حقیقی اسلام مسلمانوں کے معاشرہ میں آئے اور مسلمان سربلند ہو۔

۹۔ یہ عالمی موتمر ایک تحریک سیاسی رابطہ عالم اسلامی قائم کرنے پر بھی زور دیتی ہے تاکہ مسلمانوں کے مسائل (امرھم شوریٰ بینہم) یعنی باہمی مشاورت کے تحت حل ہوں۔ اور مسلمانوں کی زمام کار چند بکے ہوئے لوگوں کے ہاتھ میں نہ رہے۔

آپس میں مل جل کر رہیئے اور ہندو پاک کمیونٹی کو مضبوط بنائیے۔

عذاب الٰہی

جازب سہیل

جب بیٹی کی عزت سے کھیلنے والے کی خدا نے شکل بگاڑ دی

قارئین کرام اس مرتبہ آپ ایک ایسی کہانی پڑھ رہے ہیں جو بظاہر تو ناقابل یقین ہے مگر سو فیصد حقیقی ہے اس خوفناک اور عبرت آموز کہانی کا تعلق ضلع فیصل آباد کے ایک گاؤں سے ہے۔ اس کے سارے کردار اصلی ہیں۔ گاؤں کا نام جان بوجھ کر نہیں دیا جا رہا کیونکہ نیاز محمد نے اس کی درخواست کی تھی۔ یہ وہی نیاز محمد ہے جسے قبرستان سے ہتھکڑیاں پہنا کر پولیس اپنے ساتھ تھانے لے آئی تھی۔ شام کے جھٹ پٹے میں بائیس تیئس سال کا یہ جوان پولیس کے پیچھے سر جھکائے جب قبرستان سے باہر نکلا تو ایک قبر پر تازہ مٹی ڈال کر پانی چھڑک دیا گیا تھا اور جنازہ کے ساتھ آئے ہوئے لوگ قبر پر دعا مانگنے کے بعد ابھی آدھر ہی باتیں کر رہے تھے۔ یہ باتیں عبرت آموز بھی تھیں لعنت آمیز بھی اور خدا کا خوف دلانے والی مثالوں سے بھری ہوئی بھی۔ کوئی مرنے والے کی بخشش کی دعا کر رہا تھا کوئی اس کے کردار و عمل پر طعنہ زن تھا اور کسی کو نیاز کی جوانی پر ترس آ رہا تھا۔ ایک بوڑھے شخص نے کہا ایسے شخص کو اس قبرستان میں دفن نہیں کرنا چاہیے تھا اسے کہیں گڑھا کھود کر دفنا دیا جاتا تو بہتر تھا۔ قریب ہی کھڑے دوسرے شخص نے ٹوکتے ہوئے لقمہ دیا۔

یہاں تو ہر اچھے برے کو آنا ہوتا ہے اچھے اور برے لوگوں کے قبرستان الگ الگ نہیں بنائے جاتے اسی طرح جنازے میں آنے والا ہر شخص دفنائے جانے والے کے بارے میں باتیں کر رہا تھا۔ یہ باتیں عام باتوں سے ہٹ کر تھیں جو غیر معمولی بھی تھیں اور پراسرار بھی جب یہ باتیں نیاز کے کانوں سے ٹکرائیں تو وہ شرمندگی کے مارے اپنا سر اور جھکا لیتا۔ شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے اور اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ اب قبرستان کے اداس خاموش اور ڈراؤنے ماحول سے لوگ بہت آگے نکل آئے تھے۔ سخت سردی ہونے کے باوجود نیاز کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔ وہ بار بار پسینہ پونچھنے کے لئے اپنے ہاتھ اوپر اٹھاتا آستین سے پسینہ صاف کرتا تو ہتھکڑی کی زنجیریں آواز پیدا کر دیتیں اس کے ساتھ چلنے والا اس کا بھائی بار بار خوف سے اس کی جانب دیکھتا اور پھر سر جھکا لیتا۔ پولیس کے سپاہی بھی اس واقعہ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ گاؤں آ گیا۔ چوہدری ہدایت کی حویلی کے پاس پولیس کی جیپ تیار کھڑی تھی۔ تھانیدار ضروری کارروائی مکمل کر چکا تھا جائے واردات کا نقشہ تیار کر لیا تھا اور ضروری گواہوں کے بیانات بھی قلمبند کر لیے تھے۔ ایک بات رہ گئی تھی پوسٹ مارٹم لیکن یہ پوسٹ مارٹم کیسے ہو سکتا تھا۔ لاش کو تو گاؤں کے معززین کی نگرانی میں دفن کر دیا گیا تھا۔ یہ سارا کام پولیس کی اجازت کے بغیر کیا گیا تھا۔ تھانیدار کا اصرار تھا کہ پولیس کی اجازت کے بغیر مقتول کو دفنا دینا غیر قانونی ہے اور یہ کہ مقتول لاش کا پوسٹ مارٹم ضروری ہے۔ گاؤں کے معززین تھانیدار سے اتفاق کر رہے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ واقعہ کے چشم دید گواہ موجود ہیں اور قاتل کو بھی گرفتار کیا جا چکا ہے۔ اس قتل کی تمام تفصیلات گاؤں کے بچوں تک کو معلوم ہیں لہٰذا لاش کے پوسٹ مارٹم کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس حالت میں بھی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ نیاز نے قتل کا اعتراف کر لیا ہے اور آلۂ قتل بھی پولیس اپنے قبضے میں لے چکی تھی۔ پہلی بات تو یہ تھی گاؤں کے معززین اس کو قتل ماننے پر آمادہ ہی نہیں تھے۔ وہ نیاز کو بے قصور ٹھہراتے تھے لیکن چونکہ پولیس میں ظہیر نے قتل کی رپورٹ درج کروا دی تھی پولیس اس رپورٹ کی روشنی میں کارروائی کرنا اپنا قانونی حق سمجھتی تھی چوہدری ہدایت نے انہی حالات کے پیش نظر نیاز کی گرفتاری پر کوئی بڑا احتجاج نہیں کیا تھا۔ یہ بات تو پولیس کے ذہن میں بھی آ گئی تھی کہ کمال دین کا قتل کسی منصوبے کے تحت یا جھگڑے کا نتیجہ نہیں تھا۔ بلکہ اپنی نوعیت کا انوکھا اور ناقابل یقین واقعہ تھا۔ جو آج تک دیکھنے سننے میں نہیں آیا تھا۔ اس موقعہ پر قتل کا اصل سبب جنت بی بی کے بیانات تھے جو چوہدری ہدایت کی موجودگی میں پولیس نے لئے تھے۔ جنت بی بی جو پولیس کے نام سے بھی خوفزدہ تھی تھانیدار کے روبرو بیان دیتے ہوئے بری طرح نہ صرف کانپ رہی تھی بلکہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور جملے اس کے حلق میں اٹک رہے تھے۔ اڑوس پڑوس کی عورتیں اس کو سنبھالا دیتے ہوئے تھیں آدھے سے زیادہ بیان ان عورتوں نے مکمل کر لئے تھے۔ کیونکہ وہ اس واقعہ کے وقت جنت بی بی کے گھر موجود تھیں اور یہ سارا عبرتناک منظر انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ تھانیدار نے ایک بات جو خصوصی طور پر نوٹ کی تھی وہ یہ تھی کہ نہ تو جنت بی بی کے چہرے پر کوئی ملال تھا اور نہ گاؤں کی ان عورتوں پر ہراساں تھیں۔ وہ بڑی جرأت سے تمام واقعات بتا رہی تھیں۔ ان بیانوں میں ذرہ برابر تضاد نہیں تھا۔ نیاز کے لئے یہ حالت ناقابل برداشت تھی۔ پورے گاؤں والوں کی زبان پر جنت بی بی کا نام تھا اس رسوائی نے اسے تڑپا کر رکھ دیا تھا لیکن اب وہ بے بسی کی تصویر بنا پولیس کی حراست میں سب کچھ برداشت کر رہا تھا۔ آخر کار پولیس کو پوسٹ مارٹم کے مطالبے سے دستبردار ہونا پڑا کیونکہ اب قبر اکھاڑ کر لاش کو نکالنا ایک مشکل کام تھا۔ گاؤں کے معززین اس پر کسی صورت بھی رضامند نہیں تھے۔ معتبر اکھاڑ کر کسی غیر متوقع حالت کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے وہ تو اس سے پہلے جو کچھ ہو چکا تھا اسے نہیں بھلا سکتے تھے۔

کمال دین اسی گاؤں کا رہنے والا تھا اس کی تھوڑی سی زمین تھی۔ اس کے مختصر گھرانے کے لئے گزر اوقات کا وسیلہ تھی اس کا چال چلن مشکوک تھا اگرچہ اس کے بچے جوان تھے مگر وہ ان سے بھی جوان تھا۔ شراب اس کی کمزوری بن چکی تھی یہ اپنی جوانی کے وقت پورے گاؤں سے حسین اور نوجوان لڑکا ہوا کرتا تھا اس کا اٹھنا بیٹھنا ایسے لڑکوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا جو اچھے کردار کے مالک نہیں تھے۔ یہ بری صحبت میں بیٹھنے لگا تھا کہ ایک لڑکی کے ساتھ اس کے مراسم ہو گئے اور ایک دن کمال دین نے اس لڑکی کو اغوا کر لیا اور چوری چھپے اس سے شادی کر لی اس لڑکی کا نام فخری بی بی تھا۔ یہ لڑکی ایک نیک سیرت پرہیزگار اور نمازی لڑکی تھی۔ اس نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک دن اس کے ماں باپ کی عزت یوں مٹی میں مل جائے گی۔ واقف کار لوگوں کا کہنا ہے کہ کمال دین نے کس طرح فخری بی بی کے سر کے بال حاصل کیے۔ ان بالوں پر کسی کالے علم والے سے جادو ٹونہ کروایا جس سے فخری بی بی کمال دین کی جانب زیادہ دھیان دینے لگی۔ جبکہ اس کے باوجود بھی اس نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھا تھا کہ ایک دن کسی عورت کے ذریعے کمال دین نے فخری بی بی کو باہر بلوایا اور دھوکے سے اغوا کر کے اپنے ساتھ دوسرے گاؤں میں لے گیا جب فخری بی بی کے والدین کو پتہ چلا تو انہوں نے اپنی بدنامی کے ڈر سے پولیس میں رپورٹ درج کروانے کی بجائے خاموشی اختیار کر لی۔ فخری بی چاہتی تو اغوا کے چند دن بعد واپس گھر آ سکتی تھی لیکن اس نے سوچا کہ ماں کی عزت کا جنازہ تو نکل ہی گیا ہے اب واپس جا کر کیا کروں گی۔ نہ میری لٹی ہوئی عزت واپس آ سکے گی نہ میرے ماں باپ کے ماتھے پر لگا ہوا بدنامی کا داغ دھل سکے گا۔ وہ حالات کی گود میں بے بس پرندے کی طرح آ گری۔ کمال دین نے اسے اپنی فتح سمجھا اور اپنے ایک اوباش دوست کے پاس چند ماہ گزار کر اپنے گاؤں واپس آ گیا۔ اس کے ماں باپ نے اسے گھر سے نکال دیا۔ کمال دین نے اپنے ایک شرابی دوست کے ساتھ مل کر الگ مکان بنا لیا اور تھوڑی سی زمین ٹھیکے پر لے کر زندگی کے دن گزارنے لگا چونکہ وہ شراب پینے کا عادی تھا اس لئے کھیتی باڑی پر پوری توجہ نہ دے سکا۔ آخر کار یہ کام بھی فخری بی بی نے سنبھال لیا وہ کمال دین کے ساتھ خود کام کیا کرتی کہ اس جنسی مریض نے کسی اور عورت سے مراسم قائم کر لئے یہ عورت اس کے گہرے دوست ظفر کی بہن تھی۔ ظفر کو اس کا علم ہوا تو اس نے کمال کو ایک مقدمے میں پھنسا دیا۔ جس میں اسے دو سال جیل ہو گئی۔ فخری بی بی پر یہ دن قیامت بن کر ٹوٹا اور اسی دوران اس کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کمال دین رہا ہو کر آیا تو چند دن ٹھیک رہا پھر اس نے وہی چلن اختیار کر لئے۔ فخری بی بی اس کو اپنی قسمت سمجھ کر خاموش ہو بیٹھی۔ جب اس کے ہاں تیسرے بچے نے جنم لیا تو فخری بی بی ڈیڑھ ماہ کی بچی کو چھوڑ کر اللہ کو پیاری ہو گئی اور کمال دین نے ادھر ادھر منہ مارنا شروع کر دیا گاؤں والے کمال دین کی ان حرکتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے کئی مرتبہ اس کو بچوں کا حوالہ دے کر سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس کے چال چلن میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ اور پھر ایک دن ایسا آیا کہ اس شرابی اور جنسی مریض نے رشتوں کی تمام پاکیزگی کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے وہ کام کر دیا جس کو سنتے ہی پتا پانی ہونے لگتا ہے۔

جنوری کی ایک خنک دوپہر تھی بارش ابھی تھمی ہی تھی جنت بی بی گھر میں اکیلی تھی کمال دین نے بہانہ کر لیا تھا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے کھیتوں پر نہیں جائے گا۔ اگرچہ جنت بی بی کئی دن سے کمال دین میں تبدیلی محسوس کر رہی تھی لیکن اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ یہ انتہا بے غیرت بن جائے گا۔ کمال دین کو جنت بی بی کئی دن سے بہت خوبصورت لگنے لگی تھی۔ کمال دین کے لئے اس سے بہتر کوئی موقعہ ہاتھ نہیں آ سکتا تھا۔ اس کے دونوں لڑکے کھیتوں پر گئے ہوئے تھے۔ پڑوس کی تائی بیگم دوسرے گاؤں میں کام سے گئی ہوئی تھی۔ اس وقت وہ اور جنت بی بی گھر پر موجود تھے۔ وہ کمرے میں جھوٹ موٹ کا بیمار بن کر لیٹ گیا۔ جنت بی بی کسی کام سے اندر گئی تو اس نے اسے سر دبانے کو کہا آپ کو یہ جان کر سخت حیرت ہوگی بلکہ رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے کہ جنت بی بی کوئی اور لڑکی نہیں تھی اس کمال دین کی سگی چھوٹی لڑکی تھی۔ آج باپ وحشی درندوں سے بھی بڑھ گیا تھا ہوس نے اس کو پاگل بنا دیا تھا۔ وہ شراب کے نشے میں دھت چارپائی پر لیٹا ہوا تھا کہ بھولی بھالی جنت بی بی اپنے باپ کا سر دبانے کے لئے اس کے سرہانے بیٹھ گئی کہ کمال دین کے اندر بیٹھا ہوا شیطان انگڑائی لے کر جاگ پڑا۔ کمال دین جلدی سے اٹھا اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اس نے دروازے کی کنڈی لگا دی۔ اور جنت بی بی کو پکڑ کر چارپائی پر گرا دیا۔ اب جنت بی بی پر اپنے باپ کی حرامزدگی واضح ہو گئی۔ اس نے کمال دین کو واسطے دیئے منتیں کیں۔ اس نے اسے باپ ہونے کا احساس دلایا اور ایک بیٹی کی عزت و عفت کی بھیک مانگی۔ اس نے اپنا دوپٹہ باپ کے قدموں پر رکھ دیا جنت بی بی نے پاؤں پر سر رکھ کر کہا۔

"میں تیری بیٹی ہوں چاچا باپ بیٹیوں کی عزت سے کھیلا نہیں کرتے" (اس علاقے میں باپ کو زیادہ تر چاچا کہہ کر پکارا جاتا ہے)

لیکن کمال دین پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ بھوکے کتے کی طرح جنت بی بی پر جھپٹ پڑا۔ جنت بی بی نے پوری طاقت سے شور مچایا۔ ایک لڑکی کی چیخ و پکار سن کر گلی میں جاتے ہوئے چند لوگ رک گئے۔ اتنے میں ارد گرد کے گھروں کی عورتیں بھی صحن میں جمع ہو گئیں جنت بی بی نے جب خود کو بے بس محسوس کیا تو وہ بند دروازے سے سر پٹخنے لگی اس وقت جنت بی بی نے خدا سے گڑگڑا کر دعا مانگی۔

"اے اللہ باپ کے ہاتھوں مجھے تار تار ہونے سے بچا لے یا اسکا بیڑا غرق کر دے"

کمال دین اپنی بیٹی کے جسم کو پاگلوں کی طرح نوچ رہا تھا۔ اس ہاتھا پائی میں جنت بی بی کی قمیض پھٹ گئی۔ جنت بی بی نے خود کو چھڑاتے ہوئے دروازے کو دھکا مارا تو دروازے کا ایک پٹ چوکٹ سمیت باہر کی جانب جا گرا اور وہ بدحواسی کے عالم میں باہر کی جانب بھاگی صحن میں موجود عورتوں نے اسے پکڑ کر پوچھا جنت بی بی کے منہ سے کوئی جملہ نہ نکل سکا اس نے صرف ہاتھ سے کمرے کی جانب اشارہ کر دیا۔ چند آدمی اور عورتیں بہت گھبراہٹ میں کمرے میں داخل ہو گئے اور خوفزدہ ہو کر الٹے پاؤں صحن میں بھاگ آئے کمرے میں چارپائی پر ایک سور بیٹھا خرخرا رہا تھا جب انہوں نے جنت بی بی کو بتایا کہ وہاں کوئی آدمی نہیں ہے ایک سور بیٹھا ہے تو جنت بی بی ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی۔ وہاں عورتوں اور مردوں کا ایک مجمع لگ گیا تھا چوہدری ہدایت کو بھی کسی نے بتا دیا اس نے بھی آ کر دیکھا تو

بقیہ صفحہ ۲ پر

OHIP
WORKS FOR YOU
EVEN IF YOU'RE NOT
WORKING.

اونٹاریو کے اکثر لوگ، کمپنی پلان کے تحت جہاں وہ کام کرتے ہیں، اوہپ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن اگر آپ بیکار ہیں یا گروپ پلان میں شرکت سے قاصر ہیں خواہ عارضی طور پر ہی کیوں نہ ہو، آپ اوہپ پلان کو جاری رکھ سکتے ہیں۔ بشرط آپ اوہپ سے رابطہ قائم کریں۔ آپ بآسانی "تنخواہ میں سے ادائیگی" کے تحت اوہپ حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کے حالات کے تحت، یہ بھی ممکن ہے کہ قسط کی ادائیگی کے سلسلہ میں آپ مدد کے حقدار ہوں۔

بے روزگار ہونے کے باوجود، اوہپ کو مسلسل جاری رکھنے کیلئے اپنے نزدیکی اوہپ ڈسٹرکٹ آفس سے رابطہ قائم کیجئے۔

اس کا فون نمبر ٹیلیفون ڈائرکٹری کے گورنمنٹ نیلے صفحات میں درج ہے

Ministry of Health
Ontario
Larry Grossman, Minister

بقیہ: صفحہ اوّل سے آگے

میں شاہ ایران کی وساطت سے کہیں جاکر استوار ہوئے۔ لیکن آج کل حالات مختلف ہیں۔ آج افغانستان کھلے بندوں روس کی حمایت سے پاکستان دشمنی پر اتر آیا ہے۔ لیکن یہ افغانستان، روس بلکہ کسی دوسری طاقت کے لئے بھی ممکن نہیں کہ وہ پاکستان کی اساس بدل کر اس میں کوئی اور نظام بروئے کار لے آئے۔ یہ صرف عالمگیر بیرونی حملے کے ذریعے اور ملک پر قبضہ کرکے ہی ممکن ہو سکتا ہے اور بقول صدر مملکت روس نے انہیں یقین دلایا ہے کہ وہ پاکستان پر حملہ نہیں کرے گا۔ خود پاکستان کے وزیر خارجہ نے روس کے لچکدار رویہ کی تعریف کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ روس کو ان تخریبی کارروائیوں سے حاصل کیا ہوگا۔ کیا روس جیسی سپر پاور پاکستان سے خوف زدہ ہے یا اسے شک ہے کہ پاکستان طاقت کے ذریعہ قضیۂ افغانستان کو حل کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ صدر صاحب نے اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ قضیۂ افغانستان نے پاک روس تعلقات پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پاکستان کی سابق ۳۵ سالہ سیاسی تاریخ سیاست میں تشدد اور دیوانگی سے بھری پڑی ہے تو پھر آج ان معمولی کے واقعات پر اس قدر فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے کہ جرم کے ارتکاب سے قبل نہ صرف مشتبہ فرد کو بلکہ اس کے ارد گرد کے سب آدمیوں کو بھی قابل گردن زدنی قرار دے دیا جائے۔ ملک میں گزشتہ پانچ سالوں میں اور تین سال تو افغانستان پر روس کے حملہ کو بھی ہو گئے ہیں) ملک میں تخریب کاری کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ اب جبکہ اقوام متحدہ میں قضیۂ افغانستان کے سیاسی حل کے لئے مذاکرات شروع ہو چکے ہیں۔ ایسے واقعات کا کابل کی طرف سے کئے جانے کی دلیل کچھ وزنی معلوم نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے یہ عوام کی مایوسی کا ردِ عمل ہے۔ سیاسی پارٹیاں کوئی بھی تحریک چلانے سے گریز کر رہی ہیں کیونکہ تحریک سے ملک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس لئے ان واقعات کو ان افراد کے انفرادی ردِ عمل کا نام دیا جا سکتا ہے جنہیں دور دور تک جمہوریت کی بحالی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

اگرچہ جناب صدر صاحب اور دیگر حکومتی ارکان اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ موجودہ صورتحال سیاسی پابندیوں کا نتیجہ ہے۔ مشرقی پاکستان میں ۱۹۷۱ء میں تخریب کاری حقوق کی پامالی کی بنا پر ہوئی تھی جو علیحدگی پر ختم ہوئی۔ اس تخریب کاری اور پالیسی کی ایک اور وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ صدر صاحب مارشل لاء اور فوجی آمریت کو بھی اسلام کے عین مترادف قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر سربراہ کا عمل قرآن و سنت کے مطابق ہے تو پھر اسے کوئی چیلنج

کیا روسی درحقیقت پاکستان میں اسلام کی بنیاد مٹانا چاہتے ہیں؟

نہیں کر سکتا۔ دراصل صدر محترم کے نقطہ نظر میں سیاستدانوں کے بارے میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہیں آئی وہ کہتے ہیں کہ جو سیاسی پارٹیاں اتنے عرصہ میں خود پارٹی انتخابات نہیں کرا سکیں انہیں انتخابات کے مطالبے کا کوئی حق نہیں۔ لیکن سیاسی پارٹیوں کے انتخابات نہ ہونے کا عمل تو ہر ملک میں موجود رہا ہے۔ خود اندرا کانگریس نے گزشتہ دس سال سے اپنی پارٹی کے انتخابات نہیں کرائے تو کیا ان کی پارٹی کو محض اس جرم کی بنا پر سیاست سے باہر رکھا جا سکتا ہے۔ دوسری چیز جو قابلِ تشویش ہے وہ یہ ہے کہ مارشل لاء کی حکومت ان ۵ سالوں میں یہ فیصلہ تک نہیں کر سکی کہ اسلامی نظام میں انتخابات یا سیاسی پارٹیوں کی گنجائش بھی ہے یا نہیں اور یہ کہ "مثبت نتائج" سے ان کی حتمی طور پر کیا مراد ہے۔ یہ چند حقائق ہیں جنہیں تخریب کاری کی وجوہات میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ باقی ص ۱۱

کارروائیوں کا مطلب اسلامی نظام کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالنا ہے۔ جب اسلامی نظام ہے ہی نہیں تو اس کے نفاذ میں رکاوٹ کیسے ڈالی جائے گی۔ ملک کے علماء اور دانشور طبقہ دونوں اعلانیہ کہہ چکے ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں اس وقت جو کیا جا چکا ہے وہ محض خانہ پُری ہے اور رسمی کارروائی ہے۔ اس لئے اس وقت انسدادی کارروائیوں سے زیادہ بنیادی خامیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے یعنی ایک جمہوری معاشرے کے قیام کی کوششیں جن میں عوام خود کو کاروبارِ حکومت میں شریک سمجھیں۔ سیاسی لیڈر حکومت کو اس بارے میں بار بار متنبہ کر چکے ہیں۔ کیونکہ عوام کی گھٹن اور مایوسی کسی وقت بھی خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے۔ اس نقطہ پر تمام سیاسی جماعتیں متفق ہیں۔ میاں محمد طفیل صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر دوسری ٹیم میدان میں آگئی تو موجودہ ٹیم کے ہاتھ پاؤں پھول جائیں گے۔ دراصل اب وقت موجودہ حکومت کا ساتھ دے رہا ہے۔ وہ اگر چاہے تو سیاستدانوں سے مذاکرات کرکے اندرونی استحکام کو ان کے تعاون سے مضبوط کر سکتی ہے۔ ویتنام اور ایران امریکہ کے مقابلہ میں محض اس وجہ سے کامیاب رہے کہ انہیں اندرونی استحکام حاصل تھا۔ حکومت فوج کے آئینی کردار کی شق کو بھی کسی نہ کسی طرح مذاکرات کے ذریعے ہی آئین میں داخل کرا سکتی ہے اور صدر مملکت کے خلوص اور نیک کردار کی وجہ سے سیاستدان انہیں بحیثیت صدر کے بھی قبول کر سکتے ہیں لیکن اگر یکطرفہ کارروائی جاری رکھی گئی تو اس کا نتیجہ ملک میں فتنہ فساد کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

موجودہ حکومت اپنے اسلامی کردار پر بہت زور دیتی ہے لیکن اسلام کسی "مصلحت" پسندی کا سیاست میں روادار نہیں۔ بھارت میں مسلمانوں پر جو مظالم توڑے جا رہے ہیں ان کے خلاف پاکستان نے بھارت کے اعتراض کے

ڈر سے آواز تک نہیں اٹھائی حالانکہ ان کی حمایت پر پاکستان کی ہر حکومت کا فرض اولین ہے۔ ہم فلسطینیوں کے حق میں بلند آواز سے احتجاج کرتے ہیں حالانکہ فلسطین کا مسئلہ اسلامی مسئلہ نہیں اس میں عیسائی یہودی بھی شامل ہیں اور جناب یاسر عرفات نے تو ابھی اور مکہ بند یہودیوں کی تعریف تک کی ہے حالانکہ ہر یہودی چاہے وہ دنیا میں کہیں بھی ہو اسلام کا دشمن اور اسرائیلی ہے۔ پاکستان کے یہ کی یہ ترجیح صریحاً خلاف اسلام ہے۔ اسلام کا اصول ہے کہ وہ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی ہر حال میں حمایت کرتا ہے اور اس بارے میں وہ "کسی ملک کے معاملات میں عدم مداخلت" کے کھوکھلے اصول کی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ ایسے مظالم کے خلاف اگر ہاتھ قادر نہیں تو کم از کم زبان سے تو احتجاج کیا جا سکتا ہے (حدیث رسولؐ) بھارت میں فسادات کے دوران مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے ہیں اس کے خلاف کسی بھی مسلم ملک نے آواز تک نہیں اٹھائی۔ عرب ممالک یہ قتل عام دیکھ رہے ہیں اور بھارت کو مالی فوائد سے مالا مال کر رہے ہیں۔ اسلامی وزراء خارجہ کے دو اجلاس حال ہی میں ہو چکے ہیں اور ان مظالم کے خلاف کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اس بارے میں سب سے زیادہ ذمہ داری پاکستان پر عائد ہوتی ہے کیونکہ لیاقت نہرو معاہدہ کے تحت وہ اس کا پابند ہے کہ اقلیتوں پر کئے جانے والے مظالم کے خلاف آواز اٹھائے یہ بھارت کے مسلمان ہی ہیں جن کے ووٹوں سے پاکستان بنا اور جن کی کوششوں سے ہم آج آرام اور سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں پاکستان کی یہ خاموشی خلاف اسلام ہے اور کوئی بھی ایسی حکومت جو اسلامی نظام کے نفاذ کی داعی ہو اس خاموشی کو نہیں اپنا سکتی۔ عدم جارحیت کے معاہدہ کی پیشکش اس میں حائل نہیں ہو سکتی۔ ویسے اس عدم جارحیت کے معاہدے کے پروان چڑھنے کی کوئی امید بھی نہیں۔ بنگلہ دیش اور نیپال میں

بھارت کا اثر و رسوخ بڑھ رہا ہے چین سے بھی اس کی سابقہ دشمنی میں کمی آگئی ہے اس لئے بھارت کا مد مقابل صرف پاکستان ہی رہ جاتا ہے جس سے اس کی نظریاتی کشمکش روز اوّل سے جاری ہے اور جاری رہے گی۔ پاکستان کے اس عدم احتجاج کو بھارت نے سراہا تک نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کی سلامتی اور اطمینان کی کوئی کوشش کی ہے اس لئے پاکستان کو بھارت کی اس کوتاہی پر ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔ اگر حکومت بھارت سے یہ درخواست کر سکتی ہے کہ آئی ایس جوہر کا ڈرامہ "بھٹو" دہلی میں سٹیج نہ کیا جائے تو مسلمانوں کی سلامتی اور حفاظت کے لئے کچھ کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ کیا اس قوم کا حق سے یہیں اتنی عظیم بھی نہیں پہنچتی جتنی ڈرامہ

بھٹو کے سٹیج کرنے سے پہنچتی ہے۔

اسلام کی عالمگیر برادری کے تقاضے اتحاد اتفاق اور ایک دوسرے سے مودّت اور ہمدردی حسنات کی صف سے بڑی شق ہے قرآن کریم میں اس چیز کو خدا کے ایک احسان کے طور پر بیان کیا گیا۔ قرآن کے وعدہ کے مطابق حسنات یعنی نیکیاں سیئات یعنی برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اگر عالم اسلام اس شق پر عمل پیرا ہو گیا تو ان کے چھوٹے چھوٹے قصور شاید معاف کر دیئے جائیں گے۔ ان کی موجودہ مشکلات کا سبب بھی یہی ہے کہ وہ اس خصوصیت سے بے بہرہ ہیں۔ اس کے بغیر وہ انتہائی کوششوں کے باوجود اپنے حالات بہتر نہ کر سکیں گے۔

We Need HOMES

We have many buyers who want to relocate in your area.

For fast action and Free Valuation please call anytime.

We arrange mortgages.

Please contact:

MRS. MODI 272-0952

MRS. M. MODI, Real Estate Broker
3085 QUEEN FREDERICA DRIVE, SUITE 707,
MISSISSAUGA, ONT. L4Y 3A3 Phone: 272-0952

(This is not intended to solicit any property already listed for sale)



بالوں کا انداز چاہے کیسا بھی ہو، لیکن اس سے ترتیب اور سلیقہ کا اظہار ہوتا ہے اور شخصیت پُروقار نظر آتی ہے۔ الجھنوں سے بے نیاز

بالکل

اسی طرح سفر سے پہلے پروگرام کی صحیح ترتیب، آپ کے سفر کو خوشگوار بنا سکتی ہے بشرطیکہ آپ کسی تجربہ کار ٹریول ایجنٹ سے رابطہ قائم کریں۔

ظہیر مودی اور محمد جاوید پال سفر کی دنیا میں روٹ مقرر کرنے میں ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ آپ بھی ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیے۔

اپنے سفر کی الجھنوں کو ترتیب دینے کیلئے آج ہی ایم اینڈ جے ٹریول کو فون کیجئے

آپ یقیناً اطمینان محسوس کرینگے

M & J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7

TEL. (416) 960-8348 – 960-8475